75

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

الحمد للہ کہ دریں دوران تصنیف لطیف مسمّٰی بہ!

عقیدۃ الاتقیاء فی حیوۃ الانبیاء

افاداتِ عالیہ امام اہلسنت ماحی بدعت حامی سنت سلطان المناظرین فخر المتکلمین حجۃ الخلف

بقیۃ السلف حضرت مولانا قاضی

محمد عبد السبحان صاحب کھلابٹی (ہزاروی)

صدر المدرسین و شیخ الحدیث

دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَنَزَّہَ عَنِ الشَّرِیْکِ فِی الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ وَتَقَدَّسَ مِنَ الن[illegible]
وَتَفَرَّدَ بِالْعَظَمَۃِ وَالْجَلَالِ وَاَبْدَعَ الْخَلْقَ عَلٰی اَحْسَنِ نِظَامٍ وَّاَکْمَلَ وَاَوْدَعَ فِیْہِ مِنَ الْ[illegible]
مَا فَضَّلَ الْاِنْسَانَ وَاَجْمَلَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی لِسَانِ الصِّدْقِ وَتَرْجُمَانِ الْحَقِّ ذِی الْمَقَا[illegible]
الْاَسْمٰی وَالْوَاسِطَۃِ الْعُظْمٰی مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی الَّذِیْ ھُوَ حَقِیْقَۃُ الْحَقَائِقِ
مُحَمَّدٍ ذِی الْمَقَامِ الْاَسْنٰی دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِ[illegible]
ھُمْ نُجُوْمُ الْھُدٰی اٰیَۃٌ وَالْھُدٰی

اَمَّا بَعْدُ کہتا ہے بندہ ضعیف دوران قاضی محمد عبد السبحان ابن مولانا محمد مظہر جمیل ابن
مولانا علامۃ زمان محمد غوث بن مولانا محمد اعظم دین ابن مولانا شیخ عبد العزیز ابن مولانا مرزا شیخ گل بیگ [illegible]
اللہ تعالیٰ جلیہ بسجال العفو والغفران وعلی آباءہ الکرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم وجعل الجنۃ متواھم [illegible]
بی مسکناً، پرودی موطناً الحنفی مذہباً الماتریدی مشرباً القادری السہروردی طریقۃً الاداتی السلطانی نسبتاً
آبادی تلمذاً۔ کہ زمانہ پرشور کے اندر ایک بیماری آندھی چل رہی ہے۔ اور ظلمت چھا رہی ہے۔ کہ صبح انسان کا دل صا[illegible]
شفاف ہوتا ہے۔ مگر شام کو مصداق کلا بل ران ہوتا ہے۔ مطابق فرمان واجب الاذعان صبح کو مومن او[illegible]
کو غیر ہوگا۔ اور جس جگہ سے انسان نور حاصل کرتا ہے اسکا انکار کرتا ہے۔ اور چشمہ نور نبوت [illegible]
کو بجھانے کی سعی میں منہمک جماعت اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہلاتی ہے۔ منجملہ دریں دیلا علاقہ تحصیل شہر [illegible]
اطلاع موصول ہوئی۔ کہ علاقہ ہذا کے علماء نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ سرکار ابد قرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
کو بعد الوفات نبی حیات کہنا جرم ہے۔ بلکہ بقول ان علماء کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہنا تو[illegible]
صواب ہے۔ نعوذ باللہ من ھذا القول الشنیع القبیح اور اعلان مناظرہ ۱۹ تاریخ کیا [illegible]
خط کی نقل بعینہ درج کیجاتی ہے۔ ملاحظہ ہو

بخدمت جناب مولویصاحب۔ بعد السلام علیکم کے واضح ہو۔ کہ آپکو اطلاع دی جاتی ہے
آپنے جو وعدہ کیا تھا۔ کہ اس ماہ کی ۱۹ تاریخ کو بحث مباحثہ کے لئے حاضر ہو جائینگے۔ آپ [illegible]

تاریخ مقررہ پر تشریف لے آئیے۔ تاکہ مسئلہ کی صفائی ہو جائے۔ اور عوام کے شکوک زائل ہو جائیں،
فقط آپ کا خیر اندیش مولوی عبداللطیف از بیر کنڈ۔ مولوی غلام جیلانی بقلم خود گواہ شد۔ غلام حیدر دوکاندار
بقلم خود گواہ شد۔ محمد یعقوب بقلم خود۔ دوسرا خط جسکے آخر میں تحریر ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
اس جسم مبارک کے ساتھ حیات دنیوی حاصل ہے؟ یا برزخی؟ مفصل جواب دیویں۔ عبداللطیف
تیسرے خط میں تحریر ہے۔ ثانیاً لو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم لتولوا وہم معرضون الآیہ
یہ آیہ کریمہ اصطلاح منطق میں شکل اول ہے۔ لاسمعہم محمول ہے صغریٰ کا ولو اسمعہم موضوع کبریٰ
میں پس حد اوسط کے گرانیکے بعد نتیجہ یہ رہیگا لو علم اللہ فیہم خیرا لتولوا وہم معرضون۔ پس کیا یہ نتیجہ
صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو کیوں۔ یہ تین خطوط کی عبارات ہیں۔ اور اصل خطوط بھی میرے پاس موجود و
محفوظ ہیں۔ پس بعد وصول اطلاع خط اول یعنی جس جناب والا جناب سجادہ نشین درگاہ چھوہر شریف حضرت
صدر صاحب دام اقبالہم کے کمترین بمعیت جناب صاحبزادہ صاحب زید مجدہ طال عمرہٗ اور باقی چند احباب کے
موضع بیر کنڈ تاریخ مقررہ پر پہنچا۔ مقام مقررہ مناظرہ مسجد سیداں میں بوقت مقررہ پہنچکر مطالبہ زبانی
مناظرہ کیا۔ جسپر یہ جواب ملا جو کہ ایک رقعہ محررہ میں آیا۔ کہ ثالث کون ہوگا؟ اور فساد کا ذمہ دار کون ہوگا۔ میں
نے یہ جواب دیا۔ کہ آج مناظرہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شان حیات پر ہے لہذا اسکا فیصل خود حضور پر
نور صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے۔ پس جو مولوی کتابیں اٹھا کر بھاگ گیا۔ فیصلہ ہو جائے گا۔ اور فساد کے متعلق یہ
کہا۔ کہ ہم لوگ علاقہ ہذا میں مسافر ہیں۔ ہمنے ہری پور کے مدرسہ شریفہ رحمانیہ سے کوئی تلوار بندوق ساتھ نہیں لائے
اگرچہ خدا تعالیٰ کی تلوار قرآن کریم اور بندوق حدیث شریف ہمارے پاس ہے۔ مگر فساد تو ہم نہیں کرینگے
چنانچہ اسکے بعد سنا گیا۔ کہ قاضی عبدالجلیل صاحب ساکن [illegible] کی بمعیت چند افراد مسلح وارد بیر کنڈ ہوئے۔ اور
بمعیت مولوی عبداللطیف وغیرہ کے مقام مقررہ مناظرہ سے بھاگ کر شہر سے نکل۔ قبرستان شہر کو پہنچے
اور پھر اسکے بعد وہاں سے پھر شہر کو آئے اور عوام الناس میں شور ہوا۔ کہ مولوی صاحبان مناظرہ کیلئے تشریف
لا رہے ہیں۔ چنانچہ شہر میں داخل ہو کر مسجد مقررہ مناظرہ کے قریب پہنچے تو دوبارہ شور ہوا۔ کہ مناظرہ
صاحبان بھاگ گئے۔ کمترین نے عرض کیا۔ کہ صاحبو! آج اظہار شان رسالت ہے۔ اسکا مقابلہ

فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الآیۃ۔ کسکی مجال اور ہوگز نہیں کترین کا مقولہ۔ الغرض یہ کہ جو مولوی آئے تھے

اُٹھ کر بھاگ گئے فیصلہ ہو جائے گا۔ بالکل درست اور سچا ثابت ہو۔ نعرۂ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند ہوئے۔ اور

کترین کی تقریر مسئلہ حیاتِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوئی۔ بخیر وخوبی نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ جلسہ اختتام پر

بعد نماز عصر ہم واپس ہوئے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک ذٰلِکَ شَانُ رَسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب کترین کہتا ہے

بعض اغلاط متعلق عبارات خطوط۔ قولہ "۱۹ تاریخ" یہ لفظ انہوں نے کاف سے تحریر کیا (تا ہا بیک) قولہ "حاظر با لکل"

یہ غلط ہے۔ صحیح حاضر ہے۔ مگر چونکہ یہ مولوی ض کو ظاء پڑھتے ہیں۔ انہوں نے ضاد کو بطریق ظاء کو اپنی تحریر

میں ظاہر کر دیا۔ یا جیسا کہ پڑھتے ہیں غیر المغظوب علیہم ولا الظالین۔ اور تیسرے خط میں مولوی عبد اللطیف

صاحب نے اپنی منطق کا زور دکھلایا ہے۔ جیسا فرمایا لاسمعہم محمول ہے صغریٰ میں اور وَلَوْ اَسْمَعَھُمْ

موضوع ہے کبریٰ میں الخ اب دیکھئے کہ مولوی صاحب مقدم اور تالی میں فرق نہیں کرتے لَاَسْمَعَھُمْ تالی

ہے اسکو محمول کہہ رہے ہیں۔ اور وَلَوْ اَسْمَعَھُمْ مقدم ہے اسکو موضوع کہہ دیا۔ علاوہ دوسری غلطی یہ ہے

کہ کلام مجید میں قیاس اقترانی سمجھ لیا اور یہ غلط ہے۔ اسلئے نتیجہ غلط نکالتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھا۔ کہ قیاس اقترانی

نہیں بلکہ قیاس استثنائی ہے جسکی تقریر یہ ہے لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَھُمْ لٰکِنْ لَّا اَسْمَعَھُمْ فَلَا یَعْلَمُ فِیْهِمْ خَیْرًا

رفع تالی رفع مقدم کو منتج ہے وَلَوْ اَسْمَعَھُمْ لَتَوَلَّوْا الخ دوسرا قیاس ہے چونکہ فرقہ منکرہ امور حقیقیہ واقعیہ

نفس الامریہ ثابتہ شرعیہ کا انکار نہایت درجہ کو پہنچ چکا ہے۔ بنا بریں لازم ہوا کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ

وسلم پہ تحریر کتاب ہو جسمیں اثبات حیوۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو دلائل بینہ اور براہین قاطعہ اور قرآن کریم اور

احادیث صحیحہ حسنہ اور اقوال علماء مذاہب اربعہ سے۔ اور اس رسالہ بغیض مقالہ کو انوار الاتقیاء فی حیوۃ الانبیاء

سے موسوم کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق اتمام علیٰ احسن الانتظام عطا فرما دے۔ وہا انا اشرع فی المقصود

بعونہ تعالیٰ واستعانۃ النبی الرؤف الرحیم۔

اَلْبَحْثُ الْاَوَّلُ :- اسمیں اثبات حیوۃ بآیات بینات قرآن کریم سے۔ بر کرار

ابد قرار مدنی تاجدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں مع روح اقدس صلی اللہ علیہ وسلم و جسم

الاطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور یہ حیات پاک حیات مستمرہ ابدیہ ہے۔ اور اکمل و اقوی

ہے حیات شہداء سے اور یہ حیات ثابت ہے باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے۔ اور اس میں دو
قول ہیں۔ اوّل حیات اکمل وارفع ساتھ روح وجسد کے۔ اور حیات شہداء سے زائد ہے۔ اور یہ حیات
مثبت احکام دنیا ہے۔ اور یہ قول ہے صاحب تلخیص و امام الحرمین رحمہما اللہ کا۔ ملاحظہ ہو تحقیق علامہ سبکی
قدس سرہ کی شفاء السقام فی زیارت خیر الانام صفحہ ۱۵۸ واعلم انہ لابد فی تفسیر الحیوٰۃ التی نثبتہا للنبی صلی
اللہ علیہ وسلم والحیوٰۃ التی نثبتہا للشہید وحیوٰۃ سائر الموتیٰ ایضاً فاما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد عد صاحب
التلخیص من الشافعیۃ فی خصائصہ ان مالہ بعد موتہ قائم علی نفقتہ وملکہ وقال امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ
ان ما خلفہ یبقی علی ما کان فی حیوتہ فکان ینفق ابوبکر منہ علی اٰلہ وخدمہ وکان یری انہ باق علی ملک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان الانبیاء احیاء واعلم ان ہذا القول یقتضی اثبات الحیوٰۃ فی احکام
الدنیا وذالک زائد علی حیوٰۃ الشہداء۔ محصل ترجمہ: جس حیات کو ہم نبی علیہ السلام کیلئے اور شہداء
کیلئے اور باقی سب مردگان کیلئے ثابت کرتے ہیں اسکی تفسیر ضروری ہے۔ صاحب تلخیص جو شافعیہ میں سے ہیں نے حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیوٰۃ طیبہ کو آپؐ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔ کہ آپؐ کا مال آپکے خرچ اور ملک
پر باقی ہے۔ اور امام الحرمین رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جو چیز حضور علیہ السلام نے اپنے بعد چھوڑی ہے وہ اسی حال پر باقی
رہے گی کہ جس حال پر آپکی زندگی میں تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپکے مال سے آپکی آل اور آپکے
خادموں پر خرچ کیا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ مال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملک پر باقی ہے۔
اسلئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ اور یہ قول دنیا کے احکام میں اثبات زندگی کو چاہتا ہے
اور یہ شہداء کی حیات پہ زیادتی ہے۔ یعنی شہداء کرام کے حق میں یہ حکم جاری نہیں۔

دوسرا قول یہ ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور اسیطرح باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کی حیات۔ حیات شہداء سے ارفع واعلیٰ ہے۔ اگرچہ اسمیں احکام دنیا ثابت نہیں۔
علامہ قاضی القضاۃ شیخ الاسلام امام المجتہدین سیف المناظرین تقی الدین ابوالحسن علی ابن
عبد الکافی سبکی قدس سرہ العزیز شفاء السقام فی زیارت خیر الانام کے دوسرے مقام پر ارقام فرماتے
ہیں ملاحظہ فرمائیے صفحہ ۱۶۲ واما حیوٰۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فاعلیٰ واکمل واتم من

الجمیع لانہا للروح والجسد علی الدوام علی ما کان فی الدنیا علی ما تقدم عن جماعۃ من العلماء ولو ثبت ذالک فلا شک فی کمال حیوتہم اکبر من الشہداء وغیرہم محصل ترجمہ۔ حیوۃ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام باقی تمام سے بہت کامل اور بلند اور تام ہے۔ کیونکہ یہ حیوۃ روح اور جسم دونوں کے لئے ہے دائماً جیسا کہ دنیا میں تھی۔ یہ ایک جماعت کا مذہب ہے جسکی تصریح پہلے گذر چکی ہے۔ اگر یہ مسلک ثابت نہ ہو تو تب بھی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حیوۃ طیبہ شہداء وغیرھم سے اکمل اور اعظم ہے علامہ موصوف قدس سرہ العزیز کے اس کلام سے ثابت ہوا کہ ترجیح قول ثانی کو ہے۔

اب اس تقریر سے مولوی عبداللطیف صاحب کے تیسرے رقعہ کا جواب واضح ہو گیا۔

دلیل قرآن کریم وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ البقرہ ۲ ترجمہ۔ اور نہ کہو ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاتے ہیں کہ وہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے

قرآن کریم کی دوسری دلیل:۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الآیہ ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھ بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ روزی دیئے جاتے ہیں۔ اور اللہ نے انکو اپنے فضل سے جو دیا ہے اس پر خوش ہیں اور جو ان کے پیچھے سے ابھی انہیں پہنچے نہیں ان پر بھی خوش ہیں اسلئے کہ ان پر ڈر اور غم کسی قسم کا نہ ہوگا۔

اور حیات شہداء میں اختلاف ہے کہ یہ حیات حقیقی ہے یا مجازی۔ اور حقیقی ہونے کی صورت میں بھی اختلاف ہے کہ اب زندہ ہیں یا قیامت کو زندہ ہونگے۔ اب زندہ ہونیکی بنا پر اختلاف ہے کہ آیا یہ زندگی صرف روحانی ہی ہے یا روح اور جسم دونوں کی۔ اس بارہ میں یہ چار اقوال ہیں۔ اور یہ قول کہ اب زندہ نہیں یا قیامت کو زندہ ہونگے۔ بہت ضعیف ہے اسلئے کہ دلائل

تعالیٰ و بتلاتا ہے کہ اے مومنو تم شہداء کرام کی حیوٰۃ کو نہیں سمجھ سکتے۔ حالانکہ بعض تو
قیامت تک شہداء کیلئے حیات کے قائل ہیں۔ بہرحال اللہ نے اس قول کی تردید فرما دی۔ اور یہ
ثابت فرما دیا کہ شہداء اب حی بحیوٰۃ طیبہ ہیں۔ لیکن تمہاری عقلیں اس حیوٰۃ کے ادراک سے قاصر
ہیں۔ لہذا یہ قول بالکل غلط ہے۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ اب بھی بعد روح اور جسم کے زندہ
بزندگی حقیقیہ ہیں۔ ملاحظہ ہو شفاء السقام ص ۱۴۲ اور ملاحظہ ہو شرح صدور فی احوال الموتیٰ
والقبور۔ وقال ابو حیانؒ فی تفسیرہ عند ہذہ الآیۃ اختلف الناس فی ہذہ الحیوٰۃ فقال قوم معناہا
بقاء ارواحہم دون اجسادہم لانا نشاہد فسادہا وفناءہا۔ وذہب آخرون الی ان الشہید
حی الجسد والروح ولا یقدح فی ذالک عدم شعورنا بہ فنحن نراہم علی صفۃ الاموات وہم احیاء
کما قال اللہ تعالیٰ وتری الجبال تحسبہا جامدۃ وہی تمر مر السحاب
وکما یری النائم علی ہیئتہ وہو یری فی منامہ ما یتنعم بہ او یتألم۔ قلت ولذالک قال اللہ تعالیٰ
احیاء ولکن لا تشعرون بقولہ ذالک خطابا بالمؤمنین علی انہم لا یدرکون ہذہ الحیوٰۃ بالمشاعر
والحس ولہذا امتاز الشہید من غیرہ ولو کان المراد حیوٰۃ الروح فقط لم یختص بہ التمییز بین
غیرہ لمشارکۃ سائر الاموات لہ فی ذالک ولعلم المؤمنین باسرہم حیوٰۃ الارواح فلم یکن
لقولہ تعالیٰ ولکن لا تشعرون معنی وقد یکشف لبعض اولیاءہ فیشاہد ذالک انتہی
شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور۔ باب زیارۃ القبور وزائریہم۔ **ترجمہ:-**
ابو حیانؒ نے اس آیت کریمہ کے ماتحت اپنی تفسیر میں ارقام فرمایا کہ لوگوں نے اس حیات میں اختلاف
کیا ہے۔ ایک جماعت نے کہا ہے کہ اسکے معنی انکی روحوں کا باقی رہنا ہے۔ نہ کہ انکے اجسام کا۔ کیونکہ
اجسام کے بگڑنے اور فنا ہو جانیکا ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور بعض دوسرے علماء اس امر کیطرف گئے ہیں
کہ شہید کا جسم اور روح دونوں زندہ ہوتے ہیں۔ اور ہمارا اسکو محسوس نہ کرنا اسمیں قادح
نہیں اور ہم انکو مردوں کی صفت میں دیکھتے ہیں حالانکہ وہ زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
اور تو دیکھتا ہے پہاڑوں کو اور خیال کرتا ہے کہ یہ جمے ہوئے ہیں۔ یعنی جنبش نہیں کرتے حالانکہ وہ ایسے

چلینگے جیسے کہ بادل چلتے ہیں نیز اور جیسے کہ سویا ہوا آدمی ظاہری تو سویا ہوا نظر آتا ہے۔ حالانکہ دہ ایسی
میں ایسی چیزیں دیکھتا ہے جس سے خوش ہوتا ہے۔ اور ایسی چیزیں کہ جن سے دکھ اور تکلیف پاتا ہے۔ حضرت
عثمان رضؓ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم انکی حیوٰۃ کو نہیں سمجھتے اور اللہ تعالیٰ
نے اس قول سے مومن کو خطاب کر کے وجبات پر آگاہ فرمایا کہ تم حیوٰۃ شہداء کو مشاہدہ اور حس
معلوم نہیں کر سکتے۔ اس قول باری تعؔ سے شہداء اور غیر شہداء میں امتیاز ہو جاتا ہے۔ اگر اس
صرف روح کی حیات مراد ہو تو شہید اور غیر شہید میں کوئی تمیز اور فرق باقی نہیں رہتا کیونکہ
صرف حیوٰۃ روح میں باقی مردے بھی شہید سے شریک ہیں۔ اور یہ تو تمام مومن جانتے ہیں کہ روحیں
زندہ ہوتی ہیں تو پھر ولٰکن لا تشعرون کا کوئی معنیٰ نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بعض دوستوں پر ظاہر
کر دیتا ہے تو وہ اسکا مشاہدہ کر لیتے ہیں"

اور شہداء کی جسمانی حیات کے آثار کئی دفعہ مشاہدہ میں آ چکے ہیں چنانچہ امام ابن قتیبہؒ متوفی
۲۷۶ھ "شہداءِ اُحد کی نسبت تحریر کرتے ہیں حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ قَالَ لَمَّا اَرَادَ مُعَاوِیَۃُ اَنْ یُّجْرِیَ الْعَیْنَ الَّتِیْ حَفَرَہَا قَالَ سُفْیَانُ وَتُسَمّٰی عَیْنَ اَبِی الزِّیَادِ
نَادَوْا بِالْمَدِیْنَۃِ مَنْ کَانَ لَہٗ قَتِیْلٌ فَلْیَاْتِ قَتِیْلَہٗ قَالَ جَابِرٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاَتَیْنٰہُمْ فَاَخْرَجْنٰہُمْ رِطَابًا
یَتَثَنَّوْنَ وَاَصَابَتِ الْمِسْحَاۃُ رِجْلَ رَجُلٍ مِّنْہُمْ فَانْقَطَرَتْ دَمًا فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیُّ رَضِیَ
عَنْہُ لَا یُنْکِرُ بَعْدَ ہٰذَا مُنْکِرٌ اَبَدًا" کتاب مختلف الحدیث مطبوعہ مصر ص ۱۸۸۔ اور حدیث بیان کی
محمد ابن عبیدؒ نے ابن عُیینہؒ سے اور ابن عیینہ رحؒ نے ابو زبیرؒ سے اور ابو زبیرؒ نے حضرت جابر رضی
عنہ سے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے کھودے ہوئے
کے جاری کرنیکا ارادہ کیا تو حضرت سفیانؒ نے کہا کہ اس چشمے کو مدینہ منورہ طیبہ میں عین
زیاد کہا جاتا ہے۔ اور مدینہ منورہ میں منادی کردی کہ جس کا کوئی مقتول ہو وہ اپنے مقتول کے پاس
آئے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم شہداء کے پاس آئے اور انکو قبروں سے نکالا اور وہ
تر و تازہ تھے۔ اور انکے اعضاء (اِدھر اُدھر) مڑ سکتے تھے یعنی نرم تھے" اور ان میں ایک
پاؤں پر بیلچہ لگا تو پاؤں سے خون ٹپک پڑا۔ تو حضرت سعید خدری رضؓ نے فرمایا کہ اسکے بعد

کوئی منکر انکار نہ کرے گا۔ مختلف الحدیث

یہ جو واقعہ امام ابن قتیبہؒ نے ذکر فرمایا ہے یہ غزوہ اُحد کے چالیس سال بعد کو وقوع میں آیا۔ اور علامہ نور الدین سمہودی نے کتاب وفاء الوفاء جزء ثانی ص۱۱۵، ۱۱۶ میں تحریر فرمایا کہ یہ واقعہ جنگ احد کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔ جیسا کہ موطا امام مالکؒ میں ہے کہ ایک رو کی وجہ سے مردو کو نکال کر دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ مگر اس دفعہ بھی ان میں کوئی تغیر نہ آیا تھا گویا کہ کل شہید ہوئے ہیں ان میں سے ایک زخمی تھا اور اس نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا ہوا تھا تو اس کا ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا مگر وہ پھر اپنی جگہ پر آ گیا۔ انتہیٰ وفاء الوفاء۔ حضرت جابرؓ کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن حرام احد کے دن شہید ہوئے تھے اور حضرت عمرو بن الجموح بن زید بن حرامؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے تھے پھر حضرت جابرؓ نے انکو نکال کر پاس ہی علیحدہ قبر میں دفن کیا۔ چنانچہ بخاری شریف کتاب الجنائز، باب ہل یخرج المیت من القبر واللحد لعلۃ میں حضرت جابرؓ کے یہ الفاظ ہیں۔ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ اَنْ اَتْرُکَہٗ مَعَ الْاٰخَرِ فَاسْتَخْرَجْتُہٗ بَعْدَ سِتَّۃِ اَشْھُرٍ فَاِذَا ھُوَ کَیَوْمِ وَضَعْتُہٗ ھُنَیَّۃً غَیْرَ اُذُنِہٖ۔ ترجمہ پھر نہ خوش ہوا دل میرا اسبات پر کہ میں اپنے والد ماجد کو دوسرے آدمی کے ساتھ چھوڑ دوں، تو میں نے چھ ماہ کے بعد انکو اس قبر سے نکال لیا تو دیکھتا ہوں کہ وہ قریبًا ایسے ہی ہیں جیسے کہ دفن کرنیکے وقت تھے سوائے کان کے۔ انتہیٰ ترجمہ نیز دیکھو طبقات ابن سعدؒ جزء ثالث قسم ثانی فی البدریین من الانصار ص۱۰۵ پس ان علماء کی تحقیق کی بنا پر ثابت ہوا کہ شہداء زندہ ہیں روح اور جسم دونوں کے ساتھ۔ اور اس زندگی کے آثار بھی شاہد میں آچکے ہیں۔ مگر یہ زندگی غیر متشاعرہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں مصرح ہے۔ اور قیامت کو یہ زندگی شاعرہ ہوگی۔ اب اس تحقیق سے اس اعتراض کا رد ہو گیا جو وارد ہو سکتا تھا۔ کہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن روح جسم کیطرف لوٹیگی، اور تم کہتے ہو کہ اعادہ روح جسم کیطرف قبر میں ہو چکا ہے پس دونوں زندگیوں میں فرق یہ ہوا کہ حیاتی قبر غیر متشاعرہ اور حیاتی حشر متشاعرہ ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ اعادہ روح ہونے جسم حدیث صحیح میں وارد ہے اس سیر الفاظ حدیث یہ ہیں، فَتُعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ روایت کیا احمدؒ اور ابن ماجہ، اور ابو داؤد، اور نسائی نے اصل اس حدیث کا، اور روایت کیا ہے اس کو ابو عوانۃ الاسفرائنی نے صحیح میں مذہب بموجب ہذا الحدیث جمیع اہل السنۃ والحدیث۔ کتاب الروح للحافظ ابن القیم ص۹۳ روایت کی

نسائی اور ابن ماجہ نے اول حدیث کا۔ اور روایت کیا اسکو ابو عوانہ الفرائنی نے اپنے صحیح میں اور ابن حزم
محلی ظاہریہ نے اعتراض کیا ہے کہ فتعاد روحہ والی زیادتی حدیث صحیح میں وارد نہیں بلکہ حیٰوۃ برزخی فقط حیو
روحانی ہے۔ اور یہ زیادت درست نہیں۔ اور اسکی روایت میں ابی المنہال متفرد ہے۔ اور اس حدیث کو
بغیر زاذان رض کے کسی نے روایت نہیں کیا لہذا اس سے تمسک اور سند پکڑنا صحیح اور درست نہیں"

الجواب۔ یہ حدیث مشہور اور مستفیض ہے اور حفاظ کی ایک جماعت نے اسکی تصحیح کی ہے۔
اور ائمہ حدیث میں سے بھی کسی محدث نے اس پر طعن نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اسے اپنی کتب میں روایت کیا۔ اور
اسے قبول بھی کیا اور دین کے اصول سے اصل ٹھہرایا۔ ملاحظہ ہو کتاب الروح ہٰذا حدیث مشہور
مستفیض صححہ جماعۃ من الحفاظ ولا نعلم احدًا من ائمۃ الحدیث طعن فیہ بل رووہ فی کتبہم
وتلقوہ بالقبول وجعلوہ اصلاً من اصول الدین انتہی۔ اور کتاب الروح میں کہا وقول ابی محمد
لم یروہ غیر زاذان فوہم منہ بل رواہ عن البراء غیر زاذان ورواہ عدی بن ثابت ومجاہد بن جبیر
ومحمد بن عقبۃ وغیرہم وقد جمع الدارقطنی طرقہ فی مصنف مفرد وزاذان من الثقات روی
عن اکابر الصحابۃ کعمر رض وغیرہ وروی لہ مسلم فی صحیحہ وقال یحیی بن معین ثقۃ وقال حمید بن ہلال
وقد سئل عنہ ہو ثقۃ لا تسئل عن مثلہ وقال ابن عدی احادیثہ لا باس بہا اذا روی عن ثقۃ وقولہ ا
المنہال بن عمرو تفرد بہذہ الزیادۃ وہی قولہ فتعاد روحہ فی جسدہ وضعفہ فالمنہال احد الثقات العد
قال ابن معین المنہال ثقۃ وقال العجلی کوفی ثقۃ واما قال وتضعیف ابن حزم لہ لا شیء فانہ لم یذ
موجبا لتضعیفہ غیر تفردہ وقد بینا انہ لم یتفرد بہا بل تفرد وا غیرہ انتہی۔

ترجمہ:۔ ابو محمد کا کہنا کہ اس حدیث کو بغیر زاذان کے لیس یہ وہم ہے ابن حزم سے۔ بلکہ اسکو
سے بغیر زاذان نے۔ اور روایت کیا اسکو عدی بن ثابت اور مجاہد بن جبیر اور محمد بن عقبہ وغیرہ نے اور جم
دار قطنی نے اپنی ایک مستقل کتاب میں تمام طرق سند کو، اور زاذان ثقہ ہے اور بڑے بڑے جلیل القدر صحا
جیسے کہ حضرت عمر رض وغیرہ" سے روایت کرتا ہے۔ اور اسے حضرت مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں روایت کی
اور یحیی بن معین نے کہا ثقہ ہے اور حمید بن ہلال نے کہا اور ان سے سوال کیا گیا کہ وہ ثقہ ہے ان جیسوں کے بار

روایت کرے۔ اور جبکہ وہ ثقہ راوی سے روایت کرے۔ اور ابن عدیؒ نے کہا کہ اسکی احادیث لا بأس بہا ہیں جبکہ وہ ثقہ راوی سے روایت کرے۔ اور
مت پوچھ۔ اور ابن عدیؒ نے کہا کہ اسکی احادیث لا بأس بہا ہیں جبکہ وہ ثقہ راوی سے روایت کرے۔ اور منہال ضعیف
ابن حزم کا قول کہ منہال بن عمرو اس روایت کیساتھ متفرد ہے جو عبارت فیعاد روحہ فی جسدہ ہے۔ اور منہال ضعیف
ہے۔ منہال تو ایک ثقات اور عادل رواۃ میں سے ہے۔ اور ابن معین نے کہا کہ منہال ثقہ ہے۔ اور عجلی نے کہا
کہ کوفی ثقہ ہے۔ بنابریں ابن حزم کا اسے ضعیف قرار دینا ہیچ ہے کیونکہ اُسنے موجب ضعف کو بیان نہیں
کیا بغیر تفرد کے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ منہال اس روایت میں متفرد نہیں بلکہ اور رواۃ نے بھی اسکو روایت
کیا ہے۔ انتہیٰ یہ کہتا ہے بندہ جبکہ منہال کا ثقہ ہونا ثابت ہوا تو زیادت ثقہ مقبول ہے۔ ملاحظہ ہو کلام
علامہ ابن حجر نخبۃ الفکر میں، پس ابن حزم کا اعتراض بالکل باطل ہے۔ اور یہ حافظ ابن قیمؒ کے جواب کے علاوہ
دوسرا جواب ہے۔ پس ابن حزم کا کلام دو وجہ سے باطل ہوا۔
--: اب تسلیم مقدمہ ممہدہ کے بعد حیوۃ الانبیاء کے براہین اور تقریر کا آغاز کیا جاتا ہے :--
دونوں آیتوں سے شہداء کیلئے جسم اور روح کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ باعتبار تمہید
مقدمہ ممہدہ کے واضح ہے۔ اور ظاہر ہے کہ شانِ شہداء باقی اموات سے ارفع اور اعلیٰ ہے اور
شہداء سے شانِ انبیاء بدرجہا ارفع اور اعلیٰ ہے۔ پس جبکہ ادنیٰ میں جسمانی اور روحانی زندگی دونوں
ثابت ہیں تو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کیلئے تو حیات روحانی اور جسمانی بطریق اولیٰ ثابت ہے۔
اور یہ باعتبار دلالۃ النص کے ثابت ہے۔ جو کہ علم اصول کا قاعدہ ہے۔ اور جبکہ انبیاء و رسل کیلئے
یہ حیوۃ طیبہ ثابت ہے تو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو باقی سب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ لہٰذا آپکی زندگی بھی اکمل اور اعلیٰ اور ارفع ہے۔ ملاحظہ ہو کلام علامہ
سبکی: وَاِذَا ثَبَتَ ذٰلِکَ فِی الشَّہِیْدِ ثَبَتَ فِیْ حَقِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوُجُوْہٍ اَحَدُھَا
اَنَّ ہٰذِہِ الرُّتْبَۃَ شَرِیْفَۃٌ اُعْطِیَتْ لِلشَّہِیْدِ کَرَامَۃً لَّہٗ وَلَا رُتْبَۃَ اَعْلٰی مِنْ رُتْبَۃِ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا شَکَّ
اَنَّ حَالَ الْاَنْبِیَاءِ اَعْلٰی وَاَکْمَلُ مِنْ حَالِ جَمِیْعِ الشُّہَدَاءِ فَیَسْتَحِیْلُ اَنْ یَّحْصُلَ کَمَالٌ لِّلشُّہَدَاءِ
وَلَا یَحْصُلُ لِلْاَنْبِیَاءِ لَاسِیَّمَا ہٰذَا الْکَمَالُ الَّذِیْ یُوْجِبُ زِیَادَۃَ الْقُرْبِ وَالزُّلْفٰی وَالنَّعِیْمِ وَالْاُنْسِ بِالْعَلِیِّ
الْاَعْلٰی انتہیٰ۔ شفاء السقام ص ۱۵۹

ترجمہ:- جب حیات شہید کے حق میں ثابت ہوئی تو بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچند وجوہ سے ثابت ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ زندگی ایک مرتبہ ہے جو شہیدوں کو انکی کرامت کیوجہ دیا گیا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب سے کوئی رتبہ اعلیٰ نہیں ہے اور انبیاء علیہم کا حال تمام شہداء سے اعلےٰ اور اکمل ہے تو پھر ایک کمال شہداء کو حاصل ہو اور انبیاء علیہم السلام کو نہ حاصل ہو اور خصوصا وہ کمال جو قرب الٰہی کا موجب ہو یہ محال ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حیوۃ شہداء کے لئے اجر شہادت ہے صغریٰ۔ اور جو اجر شہداء کو حاصل ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حاصل ہے کبریٰ۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ حیات نبی کریم علیہ افضل التحیۃ والتسلیم کو حاصل ہے۔ بیان کبریٰ یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهُ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ:- جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ پیدا کیا تو اس کے لئے اس کا اجر بھی ہوگا۔ اور ان لوگوں کا اجر کہ جو اسپر عمل کرینگے۔ اور جس شخص نے کوئی برا طریقہ پیدا کیا تو اسپر اس کا بوجھ بھی ہوگا اور ان لوگوں کا بوجھ بھی کہ جو اسپر عمل کرینگے تا قیامت تک۔ ترجمہ حدیث سے ظاہر ہے کہ شہداء کو یہ زندگی باعتبار اجر جہاد کے حاصل ہے۔ اور طریقہ جہاد کے موجد بامر اللہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لہذا اس عظیم الشان امر کا اجر جو کہ حیوۃ روحانی وجسمانی ہے حضور علیہ السلام کو تاقیام قیامت ملتا رہے گا اور بنا بر امر حدیث تمام شہداء کی زندگیاں اجتماعی صورت میں حضور علیہ السلام کو بحیثیت موجد کار خیر ہونیکے حاصل ہیں۔ اس تقریر سے حضور علیہ السلام کی زندگی شہداء کی زندگی سے زیادہ اتم اور افضل ثابت ہے۔ اب بعد بیان کبریٰ کے اثبات صغرےٰ یہ ہوگا۔ کہ جب شہداء نے اپنی جانیں راہ للہ خرچ کیں تو انہیں انکے صلہ میں حیوۃ روحانی وجسمانی اور دائمی غیر منقطعہ حاصل ہوئی۔ اور یہ حیوۃ مذکورہ انکے لئے اجر ہے پس بھی ثابت ہوا۔ ملاحظہ ہو کلام علامہ سبکی قدس سرہ العزیز۔ شفاء السقام ص الثانی إن هذه الرتبة حصلت للشهداء أجرا على جهادهم وبذلهم أنفسهم لله

تعالیٰ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو الذی سن لنا ودعانا الیہ (۶) انا لہ باذن اللہ تعالیٰ وتوفیقہ
وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا
الی یوم القیامۃ ومن سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر من عمل بہا الی یوم القیامۃ
الحدیث۔ ما قال والاحادیث الصحیحۃ فی ذالک کثیرۃ مشہورۃ فکل اجر حصل
للشہید حصل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بسببہ مثلہ والحیوۃ اجر فیحصل
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہا زیادۃ علے مالہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاجر
الخاص من نفسہ علے ہدایتہ للمہتدی انتہی مختصراً

مکمل عبارت شفاء السقام کا پہلے ذکر کر دیا ہے اب ترجمہ کی ضرورت نہیں، **تیسری وجہ**
یہ ہے کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید نہیں۔ بلکہ آپ بھی شہید
ہیں کیونکہ آپ نے بکرے کا زہر آمیز گوشت کھایا جس سے بشر بن براء تو وفات پا گئے اور حضور علیہ السلام
معجزہ کے سبب سے بچ گئے۔ لیکن بعد کو وہی زہر آپکی وفات کا سبب ٹھہرا۔ لہذا آپ درجہ شہادت اور
درجہ رسالت کے جامع ہیں۔ ملاحظہ ہو شفاء السقام ۱۵۸ حاصل یہ ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ
وسلم شہید ہیں (صغریٰ)، اور جو شہید ہے وہ زندہ ہے (کبریٰ)، نتیجہ یہ ہوا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ
وسلم زندہ ہیں۔ بیان صغریٰ ہوا زہر آمیز گوشت کا کھانا، اور اثبات کبریٰ آیۃ متقدمۃ اور یہ واضح ہے
پس حیوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارفع اور اکمل و اعلیٰ ثابت ہوئی، اور اسیطرح باقی
انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی حیات بعد الممات ان مذکورہ دلائل و براہین سے ثابت ہے۔ کیونکہ
مجاہد جہاد اصغر کی حیات جب ثابت ہے تو جہاد اکبر کے مجاہد کے لئے تو بطریق اولیٰ ثابت ہے
اور جہاد اکبر جہاد بالنفس کا نام ہے۔ لقولہ علیہ السلام رجعنا من جہاد الاصغر
الی جہاد الاکبر الحدیث اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے بڑھکر جہاد
بالنفس کون کر سکتا ہے؛ اور دلالۃ النص سے بھی ثابت ہے۔ کہ ادنیٰ کے لئے ایک شرف حاصل
ہو تو اعلیٰ کے لئے بطریق اولیٰ حاصل اور ثابت ہوگا

ـ۔ برہان رابع ۔ـ

آیۃ کریمہ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ الخ نے شہداء کے لئے چند صفات ثابت کیں۔ اول یہ کہ انکو رزق دیا جاتا ہے۔ دوسری یہ کہ وہ خوش ہوتے ہیں اس عطیہ پر۔ تیسری یہ کہ اپنے پچھلے بھائیوں کیلئے "جو غیر ملحق بہم ہیں" بشارت حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ صفات زندوں کے ہیں۔ بنابریں تقریر برہان یہ ہوگی کہ شہداء متصف ہیں ان صفات سے جو مذکور ہیں آیۃ کریمہ میں (صغریٰ)، اور جو ایسے صفات سے متصف ہوگا وہ زندہ ہوگا (کبریٰ)۔ نتیجہ یہ کہ شہداء زندہ ہیں۔ رزق دیا جانا اور وغیرہ مذکورہ صفات متعلق باجسام اور روح دونوں کے ہیں۔ معلوم ہوا کہ شہداء بھی جسم اور روح دونوں کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور ایسے ہی انبیاء بھی بقاعدہ دلالۃ النص زندہ بحیات روحانی و جسمانی بطریق اولیٰ ہیں۔ اور سید الرسل بقیہ باعتبار براہین ثلاثہ مذکورہ اور قاعدہ اصولیہ کے حضور علیہ السلام کی زندگی مبارک بھی ثابت ہے۔ آیۃ اولیٰ و ثانیہ ہر دو نوں میں تین تین براہین حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہیں۔ مجموعہ چھ براہین ہیں جیسے بالتفصیل گذر چکا ۱۲

قرآن مجید فرماتا ہے۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (الآیہ)

ترجمہ۔ حبیب نجار کو کہا گیا۔ کہ جنت میں داخل ہو جا۔ تو کہا اسنے کاش کہ میری قوم کے لوگ جان لیتے اس چیز کو کہ بخشا ہے میرے لئے میرے رب نے اور کیا مجھکو عزت والوں میں سے۔ ان آیات میں حبیب نجار کے قصے کیطرف اشارہ فرمایا۔ یہ بزرگ شہر انطاکیہ میں رہتے تھے۔ جہاں حضرت عیسےٰ علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے تین قاصد تبلیغ اور ہدایت

کیلئے بھیجے اونہوں نے وہاں تبلیغ کی لیکن اہل انطاکیہ ایمان نہ لائے۔ اور حبیب نجار اس غار سے مکہ جہمیں وہ عبادت کرتے تھے، نکل کر آئے اور اپنی قوم کو کہا کہ حضرت عیسٰی علیٰ نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے رسولوں کی پیروی اور اتباع کرو اور انکی راہ پر چلو۔ بالآخر اُن بدبختوں نے حضرت حبیب کو شہید کر دیا۔ تو بعد میں جناب باری تعالیٰ سے حضرت حبیب کو دخول جنت کا حکم ہوا تو اسوقت حبیب نجار نے کہا کاش کہ میری قوم میری بخشش اور عزت کو جانتی جو بخشش اور تکریم میرے رب کیطرف سے مجھ پر کیگئی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر مدارک التنزیل، اور جامع البیان وغیرہ کتب تفاسیر۔ ظاہر ہوا کہ شہید خواہ جس اُمت سے بھی ہو جام شہادت نوش کر جانیکے بعد بھی زندہ ہی ہوتا ہے۔ تقریر برہان یہ ہے کہ شہید متکلم ہے اور کلام روح اور جسم دونوں کی صفت ہے (صغریٰ)، اور جو متکلم ہو ایسے کلام کیساتھ وہ زندہ ہے ساتھ زندگی روحانی اور جسمانی کے (کبریٰ)، نتیجہ دائم ہے۔ اثبات صغریٰ آیۃ متقدمہ سے ہوا۔ اور نیز اس آیۃ کریمہ سے شہداء کیلئے جسمانی اور روحانی زندگی کا ثبات ہو گیا۔ اور حسب براہنات سابقہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم و باقی انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی حیات ہے۔

آٹھواں برہان

قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ؕ

ترجمہ:۔ اور اگر منافقین نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور آپکے پاس آئیں اور اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کیا انہوں نے اور طلب بخشش کیا اُن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ پائینگے وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا، مہربانی فرمانے والا۔

اس آیت کریمہ کو ثقات علماء نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے استمداد کے جواز پر دلیل بنایا ہے خواہ وہ استمداد دنیا میں ہو یا بعد الممات ہو۔ بنا بر روایت ثقات، علامہ

ابن حجر اور محقق اور سفیان بن عیینہ یہ دونوں شیخین امام شافعیؒ کے ہیں اور امام ابوعبداللہ فاسی اور
علامہ قسطلانیؒ اور نورالدین حلبیؒ بروایت محمد بن باہلی کہ اعرابی آتا ہے۔ اور یہ آیت کریمہ دربار اقدس
گہر بار سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے۔ کہ میں بھی ظالمین نفس سے ہوں
اور آپ کے پاس آیا ہوں اور اللہ تعالی سے استغفار مانگتا ہوں اور آپ بھی میرے لئے استغفار
مانگیں۔ پس روضہ اقدس سے آواز آتی ہے کہ قد غفر لک، اللہ تعالی نے تجھے بخش دیا۔ ملاحظہ ہو کلام
علامہ یوسف بن اسمعیل نبہانی شواہد الحق ص ۸۱ و ایضاً ص ۱۶۰ تصریح فرمائی۔ واقعہ اعرابی پر صاحب
تفسیر مدارک التنزیل نے بدیں الفاظ تحریر فرمایا جِئْتُكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ ذَنْبِیْ فَاسْتَغْفِرْ
لِیْ مِنْ رَّبِّیْ فَنُوْدِیَ مِنْ قَبْرِہٖ قَدْ غُفِرَ لَكَ:

ترجمہ۔ اور میں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپکے پاس آیا ہوں، اللہ سے اپنے گناہوں کی
معافی چاہتا ہوں اور یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ بھی میرے لئے میرے رب سے استغفار
چاہیئے! تو حضور اکرم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے ندا آئی، کہ تجھے اللہ نے
بخش دیا۔ تفسیر مدارک التنزیل ص ۱۸۳ پارہ ۵ سورہ نساء: اور ذکر فرمایا اس واقعہ کو مصباح
الظلام فی المستغیثین بخیر الانام میں۔ ذکر الحافظ ابوسعد السمعانی فیما رویناہ عن علی کرم اللہ
وجہہ الخ اور شیخ اجل محدث محقق شیخ عبدالحق قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب جذب القلوب الی
دیار المحبوب میں بروایت محمد بن حرب باہلیؒ ذکر فرمایا: پس ان محققین علماء کرام و مفسرین عظام
کی تحقیق کے بناء پر حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم دنیا و عالم برزخ میں استمداد جائز
اور درست ہے۔ اور بعد الممات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد اسی لئے جائز اور درست ہے
کہ آپ زندہ بحیات مستمرہ ابدیہ ہیں۔ اور یہ حیوۃ شہداء کی حیوۃ سے بدرجہا اعلی اور اکمل
اور ارفع ہے۔ جیسا کہ بالتفصیل گذر چکا۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے قد
غفر لک، کی آواز کا آنا ہی آپکے حی بحیوۃ ابدیہ ہونے کی مکمل اور صریح دلیل ہے۔ اور مذکورہ آیۃ کریمہ
نے سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم کی حیوۃ طیبہ پر تصریح فرمادی۔ اور یہ کہنا کہ سرکار ابد قرار

جذب

صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار مانگنا آپکے زمانہ حیٰوۃ اور دنیا پہ ڈپی کیساتھ خاص ہے جیسا کہ ابن عبد الہادی نے الصارم المنکی میں کہا ہے سراسر غلط ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ مخصص دلیل بتلاؤ۔ اور تخصیص کتاب اللہ کے لئے آیت مخصص کا تعین قطعی الدلالۃ یا حدیث متواتر ہونی چاہیئے۔ خبر واحد مخصص نہیں ہو سکتی اور یہاں پر تو خبر واحد بھی موجود نہیں اور قیاس سے تخصیص کرنا قیاس بمقابلہ نص ہوگا۔ اور یہ کتاب اللہ کا نسخ ہے قیاس سے۔ اور قیاس سے کتاب اللہ کا ابطال قیاس شیطان ہے۔ اور یہ انکار کتاب اللہ ہے۔ مگر کتنی بدبختی کی بات ہے کہ احناف قیاس مستنبط اصول ثلٰثہ سے پیش کریں جو کتاب اللہ اور سنۃ رسول اللہ کے معارض نہ ہو۔ اور ایسے قیاس سے اعراض کرنا بڑے افسوس کی بات ہے۔ اور ضرورت ہو تو اپنی طرف سے نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا اشنا دین محمدی سے والئی عناد اور اعراض شرعی کو شغل ہے۔ اور تمہاری تقریر یہاں پہ مبنی بر قیاس۔ خود نقض اجمالی ہے۔ تقریر برہان یہ ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مستغفر ہیں۔ صغرے۔ جو مستغفر ہو وہ زندہ ہوتا ہے۔ کبرے۔ نتیجہ یہ کہ حضور علیہ السلام زندہ ہیں حیاتی روحانی اور جسمانی کے ساتھ۔ اسلئے کہ صدائے قد غفر لک روحانی و جسمانی حیات دونوں پہ دال ہے۔

سوال:۔ فرقہ نجدیہ ضالہ حیات نبوی کا انکار کیوں کرتا ہے؟ **الجواب**:۔ اسلئے کہ دور سے اور قریب سے درود شریف کا سننا۔ اور اعمال امت کا پیش ہونا۔ اور آپ سے طلب امداد کرنا۔ اور آپکو علم غیب بالواسطہ حاصل ہونا۔ اور آپ کا حاضر ناظر ہونا ان تمام امور کا اثبات آپکی حیٰوۃ مقدس پر موقوف ہے۔ اور فرقہ مذکورہ ان تمام امور مذکورہ کا منکر ہے۔ اور قدمائے وہابیہ بلکہ آجتک یہ موصوف فرقہ حیٰوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے چلے آئے ہیں تاکہ مذکورہ امور کا ذات نبوی سے بآسانی انکار ہو سکے۔

اَلْبَحْثُ الثَّانِیْ فِیْ اِثْبَاتِ حَیٰوۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْاَحَادِیْثِ النَّبَوِیَّۃِ الصِّحَاحِ

(۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِیَاءُ صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ۔ رواہ ابن عدی۔

ترجمہ:۔ حضرت انس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔ روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل میں

(۲) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَنْبِیَاءُ لَا یُتْرَکُوْنَ فِیْ قُبُوْرِہِمْ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً وَلٰکِنَّہُمْ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالٰی حَتّٰی یُنْفَخَ فِی الصُّوْرِ۔ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ قَالَ الْبَیْہَقِیُّ وَھٰذَا اِنْ صَحَّ بِھٰذَا اللَّفْظِ فَالْمُرَادُ بِہٖ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ لَا یُتْرَکُوْنَ لَا یُصَلُّوْنَ اِلَّا ھٰذَا الْمِقْدَارَ ثُمَّ یَکُوْنُوْنَ مُصَلِّیْنَ فِیْمَا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ الْبَیْہَقِیُّ فَعَلٰی ھٰذَا یَصِیْرُوْنَ کَسَائِرِ الْاَحْیَاءِ یَکُوْنُوْنَ حَیْثُ یُنْزِلُھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی

ترجمہ: حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ سے اور حضرت انسؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام چالیس دنوں کے بعد اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نمازیں پڑھتے ہیں۔ بیہقیؒ نے کہا کہ بنا بریں زندوں کی طرح ہو جاتے ہیں جہاں اتارتا ہے انکو اللہ تعالیٰ۔ انتہی ملخصاً

(۳) **تیسری حدیث** بیہقیؒ نے مع الاسناد ذکر کی ہے۔ مَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ۔ الحدیث

ترجمہ:۔ میں گذرا ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

چوتھی حدیث وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِیْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِذَا مُوْسٰی قَائِمٌ یُصَلِّیْ وَاِذَا رَجُلٌ جَعْدٌ کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَۃَ وَاِذَا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِہٖ شَبَھًا عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِیُّ وَاِذَا اِبْرَاھِیْمُ قَائِمٌ یُصَلِّیْ اَشْبَہُ النَّاسِ بِہٖ صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَمَمْتُھُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَالَ قَائِلٌ لِّیْ یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذَا مَالِکٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ فَالْتَفَتُّ عَلَیْہِ فَبَدَاَنِیْ بِالسَّلَامِ۔ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو

انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا۔ تو اچانک حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور اچانک ہلکے گوشت والا اور پیچ دار بالو نولا ایک شخص ہے، گویا کہ قبیلہ شنوہ کے مردوں سے ہے۔ اور اچانک حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور شباہت میں ان سے زیادہ قریب عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ اور اچانک حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور شباہت میں ان سے زیادہ قریب تمہارے صاحب ہے (یعنی صاحب نے آپ اپنے کو مراد لیا) نماز کا وقت ہوا تو میں نے انبیاء علیہم السلام کی امامت کی یعنی جماعت کرائی، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کسی کہنے والے نے آواز دی کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم یہ دوزخ کا دربان مالک ہے آپ اسے سلام کیجئے! جب میں کی طرف متوجہ ہوا تو پہلے اسنے مجھ پر سلام دیدیا۔ نکالا و روایت کیا، اس حدیث کو مسلم نے۔

فرمایا مجتہد وقت امام اہل سنۃ حضرت علامہ سبکی قدس سرہ العزیز نے شفاء السقام فی زیارت خیر الانام میں حدیث سعید بن مسیب وغیرہ میں آیا ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی انکے ساتھ بیت المقدس میں اور حدیث ابی ذر میں ہے کہ معراج میں آیا آپ کی ملاقات ہوئی آسمانوں میں اور انہوں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے باتیں کیں، اور آپنے ان انبیاء علیہم السلام سے باتیں کیں اور ہر ایک بات صحیح ہے۔ حدیث ابو سعید ابی ذر کی حدیث سے معارض نہیں ہے۔ پس آپنے دیکھا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو نماز پڑھتا ہوا قبر میں۔ پھر چلے موسیٰ اور باقی انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام بیت المقدس کو جیسا کہ چلے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کو۔ پھر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ آسمانوں کو چڑھے۔ جیسا کہ چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کو۔ پس دیکھا انکو آپنے آسمانوں میں جیسا کہ خبر دی آپنے اور چلا جانا ان کا مقامات مختلفہ کو اوقات مختلفہ میں عقلاً بھی جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث صادق میں وارد ہے اور ان سب امور میں دلالت ہے انکی حیات پر۔ انتہی ترجمہ بعینہ کلام شفاء السقام شریف کا

محرر سطور کہتا ہے۔ کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو نماز پڑھتے دیکھنا اور ان کا بیت المقدس کو چلنا اور پھر چلنا ان کا آسمانوں کو اور سرکار ابد قرار صلی اللہ کے ساتھ ان کا ملاقات کرنا اور باتیں کرنا اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا بھی انکے ساتھ باتیں فرمانا اور یہ سب کچھ صفات اجسام ہیں۔ ظاہر ہے بلاتاویل کے ظاہر حیوۃ الانبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام روحانی جسمانی

یہ بحث آخر ہے مگر اسمیں بھی ظاہرا عادۃ ہر دو نوں ثابت ہوتی۔ رہی بحث اسمیں کہ یہ جسم مثالی ہے یا بعینہٖ۔ صاحب روح المعانی کا فرمانا کہ بلا تاویل اعادہ روح کا جسم میں وارد ہیں۔ اور یہ جسم بعینہٖ ہوگا نہ مثالی۔ ظاہر ہے بغیر تاویل جسکو تاویل کہتے جسم مثالی ہے ان احادیث کے خلاف ہوگا تاویل کی کیا ضرورت ہے۔ پس معنی حقیقی کو چھوڑنا اور مجاز لینا تب ہو سکتا ہیں اسکے لئے کوئی ضرورت خاص و وجہ خاص ہونی چاہیئے۔ اور جو شخص اسکے ہے جبکہ حقیقت متعذر ہو ورنہ تو مجاز لینا درست نہیں اسپر علماء اصول کا اتفاق ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ جب معنے خلاف کا دعوے کرتا ہے وہ مصداق من شذ شذ فی النار کا ہے۔ پس حیوۃ روحانی و جسمانی انبیاء حقیقی متعذر ہو جاتا ہے تب علماء اسکو معنی مجازی پر حمل کرتے ہیں ضرورت کیلئے۔ و ان کنتم علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کے ثابت ہونے میں بنا بر ان احادیث کے کوئی شبہ باقی نہ رہا۔

فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ٥ الآیہ

اور یاد رکھنا قول امام بیہقی کا فعلی ہٰذا یصیرون کسائر الاحیاء الخ جیسا کہ دوسری حدیث کے بیان میں گذر

(۵) **پانچویں حدیث** باسناد یحیی بن بکیر عن ثابت عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون۔ ترجمہ واضح ہے

(۶) **چھٹی حدیث** باسناد اوس بن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَفْضَلُ اَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔ شفاء السقام

ترجمہ:۔ اوس بن اوس سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تمہارے دنوں کا بہتر دن جمعہ ہے اسی میں حضرت علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام پیدا ہوئے اسی میں وفات پائی۔ اور اسی میں صور پھونکا جائے گا۔ اور اسی میں بیہوشی ہوگی پس بہت پڑھو

دن میں درود شریف مجھ پر اس لئے کہ درود شریف تمہارا پیش کیا جاتا ہے۔ کہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اور کس طرح پیش ہوگا درود ہمارا حالانکہ آپ کو مٹی کھا جائے گی۔ پس فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ کھائے اجسام انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو تخریج اس حدیث کی ابوداؤدؒ نے۔ شفاء السقام

اور فرمایا علامہ سبکیؒ نے امام بیہقیؒ اس حدیث کے شواہد ہیں :- اللھم اغفر لکاتبہ ولمولاہ آمین"

(۷) **ساتویں حدیث** جو کہ شواہد میں داخل ہے۔ عن ابن مسعود الانصاریؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اکثروا الصلوٰۃ علیّ فی یوم الجمعۃ فانہ لیس یصلی علیّ احد یوم الجمعۃ الا عرضت علیّ صلوٰتہ

ترجمہ :- حضرت ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر بہت درود پڑھا کرو اسلئے کہ نہیں پڑھتا کوئی ایک مجھ پر جمعہ کے دن مگر پیش کیا جاتا ہے وہ درود شریف مجھ پر۔ انتہی

(۸) **آٹھویں حدیث** :- عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا علیّ من الصلوٰۃ فی کل یوم الجمعۃ فان صلوٰۃ امتی تعرض علیّ فی کل یوم الجمعۃ فمن کان اکثرھم علیّ صلوٰۃ کان اقربھم منی منزلۃ

ترجمہ :- روایت ہے حضرت ابو امامہؓ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت پڑھا کرو مجھ پر درود شریف ہر جمعہ کے دن اسلئے کہ درود میری امت کا پیش کیا جاتا ہے مجھ پر ہر جمعہ کے دن میں۔ پس جو شخص بہت پڑھنے والا ہوگا درود شریف مجھ پر ہوگا بہت نزدیک ان کا مجھ سے از روئے مرتبہ کے۔ انتہی شفاء السقام

(۹) **نویں حدیث** :- عن مالک بن دینارؒ عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقربکم منی یوم القیٰمۃ فی کل موطن اکثرھم علیّ صلوٰۃ فی الدنیا فمن صلی علیّ یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ قضی اللہ لہ مائۃ حاجۃ سبعین من حوائج الدنیا ثم یوکل اللہ بذالک

مَلَكًا يُدْخِلُ فِي قَبْرِي كَمَا تُدْخَلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا يُخْبِرُ عَمَّنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ إِلَى عَشِيْرَتِهِ فَأُثْبِتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيْفَةٍ بَيْضَاءَ

ترجمہ:۔ روایت ہے مالک بن دینار رضی سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت انس رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق بہت نزدیک تمہارا مجھ سے دن قیامت کے ہر جگہ میں وہ ہوگا جو بہت پڑھنے والا ہوگا درود شریف کا دنیا میں پس جس شخص نے پڑھا درود شریف دن جمعہ کے اور رات جمعہ کے پورا کرے گا اللہ تعالیٰ اسکی سو حاجتیں ستر حاجات قیامت سے اور تیس حاجتیں دنیا کی ۔پھر مقرر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بسبب اس درود شریف کے یا اس درود شریف پر ایک ملائکہ جو داخل کرتا ہے اس درود شریف کو میری قبر میں جیسے داخل کئے جاتے ہیں تم پر ہدیئے ۔اور وہ ملائکہ خبر دیتا ہے مجھکو اس شخص درود شریف پڑھنے والے کے نام سے اور اسکی نسب سے اور اسکے قبیلے سے پس میں اسکو ثابت رکھتا ہوں اپنے پاس ایک سفید کاغذ میں انتہیٰ ۔شفاء السقام صفحہ ۱۵۲

(۱۰) دسویں حدیث:۔ شفاء السقام میں ہے ثُمَّ ذَكَرَ الْبَيْهَقِيُّ

حَدِيْثَ فَإِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُمَا كُنْتُمْ

ترجمہ:۔ پھر ذکر کی بیہقی نے حدیث جسکا ترجمہ یہ ہے تحقیق تمہارا درود شریف پہنچتا ہے مجھکو جس جگہ ہو تم

(۱۱) گیارہویں حدیث:۔ شفاء السقام میں ہے ۔ثم ذکر البیہقی حدیث

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ

ترجمہ:۔ پھر ذکر کیا بیہقی نے حدیث کو تحقیق واسطے اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کرام ہیں ۔جو پھرتے ہیں زمین میں پہنچاتے ہیں مجھ کو میری امت کی جانب سے سلام

(۱۲) بارھویں حدیث:۔ بنابر تصریح بیہقی ۔شفاء السقام در قول حضرت ابن عباس

لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَيْهِ صَلٰوةً اِلَّا وَهِيَ تَبْلُغُهُ يَقُوْلُ لَهُ الْمَلَكُ فُلَانٌ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا صَلٰوةً

ترجمہ:۔ پھر ذکر کیا امام بیہقی نے حدیث کو تحقیق اللہ تعالیٰ کے لئے ملائکہ ہیں

جو پھرتے ہیں زمین میں پہنچاتے ہیں مجھکو میری امت کیجانب سے سلام " اور قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ نہیں کوئی ایک امت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ پڑھا اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف مگر وہ درود شریف آپ "علیہ السلام" کو پہنچایا جاتا ہے کہتا ہے آپکو ملائکہ کہ فلاں شخص پڑھتا ہے آپ پر درود شریف اتنا اور اتنا۔ انتہی ترجمہ

(۱۳) تیرھویں حدیث :۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ مِن طریق عبدالرحمٰن۔ شفاء السقام صفحہ ۱۵۲

ترجمہ :۔ جس نے پڑھا درود شریف مجھ پر نزدیک میری قبر کے سنتا ہوں میں اسکو ہم نے

(۱۴) چودھویں حدیث :۔ فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَکَانَ فِیْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوْکَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ رواہ البخاری ومسلم۔ شفاء السقام

ترجمہ :۔ پس اچانک حضرت موسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سخت پکڑنے والے ہیں ایک جانب عرش کو پس مجھے معلوم نہیں آیا کہ تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اُن لوگوں میں جنکو افاقہ ہوا مجھ سے پہلے یا کہ اُن لوگوں میں جنکو مستثنیٰ فرمایا اللہ عزوجل نے۔ روایت کیا اس حدیث کو شیخین نے :۔

دو سطور کے بعد کہتا ہے۔ کہ بخاری شریف میں الفاظ یہ ہیں۔ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ انتہیٰ ثُمَّ قَالَ وَمِمَّا یَدُلُّ عَلٰی حَیٰوتِہِمْ۔ شفاء السقام

ترجمہ :۔ پھر کہا امام بیہقی رحمہ اللہ نے اور بعض ان احادیث سے جو دلالت کرتی ہیں حیٰوۃ انبیاء علیہم السلام پر انتہیٰ۔ اور ذکر کیا امام بیہقی رحمہ اللہ نے حدیث مذکور کو قَالَ الْبَیْہَقِیُّ رحمہ اللہ وَھٰذَا اِنَّمَا یَصِحُّ عَلٰی اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ رَدَّ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَرْوَاحَہُمْ فَھُمْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ کَالشُّھَدَاءِ اھ انتہیٰ

ترجمہ :۔ پھر کہا امام بیہقی رحمہ اللہ نے اور یہ تب درست ہو سکتا ہے۔ کہ تحقیق اللہ عزوجل

نے رد فرمایا انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر انکی روحوں کو۔ پس وہ زندہ ہیں نزدیک اپنے رب کے مثل شہدا
کی۔ شفاء السقام میں ہے۔ ھٰذِہٖ جُمْلَةُ مَا ذَكَرَهُ الْحَافِظُ اَبُوْبَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ
حَيٰوةِ الْاَنْبِيَاءِ فِيْ قُبُوْرِهِمْ لَمْ نَحْذِفْ مِنْهُ اِلَّا بَعْضَ الْاَسَانِيْدِ اَوْبَعْضَ
الزِّيَادَةِ فِي الْاَسْمَاءِ ∴

ترجمہ:۔ یہ مجموعہ احادیث وہ ہیں جنکو ذکر کیا ہے حافظ ابوبکر بیہقیؒ نے کتاب حیٰوۃ
الانبیاء فی قبورھم میں۔ نہیں حذف کیا ہم نے ان احادیث سے مگر بعض اسنادات ان کے یا
بعض زیادتی اسماء کی۔ انتہٰی۔ مترجم کہتا ہے۔ کہ حذف اسناد یا حذف زیادتی اسما پر کوئی طعن
نہیں کیونکہ اصل اسناد و اسماء کی بحث کتاب بیہقیؒ میں موجود ہے جس کا جی چاہے ملاحظہ کرلے ∴

(۱۵) پندرھویں حدیث:۔ ابن ماجہ شریف فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ ∴

ترجمہ:۔ پس نبی اللہ تعالیٰ کا زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔ انتہٰی ∴

"محرر سطور کہتا ہے کہ چھٹی حدیث بروایت اوس بن اوس مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔ صرف
اتنا فرق ہے کہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں فرمایا اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ الخ۔ اور چھٹی حدیث متذکرہ بالا
جسکو شفاء السقام میں نقل فرمایا اسمیں کلمہ اِنَّ اور کلمہ مِنْ محذوف ہے۔ اور کلمہ عَلٰی بھی محذوف
ہے۔ اور نیز فرمایا اخرجہ ابوداؤد اور مشکوٰۃ شریف میں فرمایا رواہ ابوداؤد والنسائی
وابنُ ماجة والدارمي والبيهقي في الدعوات الكبير ∴

اور حدیث نمبر ۱۵ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جسکی تخریج فرمائی ابن ماجہ نے بروایت ابی
الدرداء عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوا
الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّنْ
يُّصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَ
بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ
اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ ∴ هٰكَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ ∴ ۱۲-۱۲-۱۲

ترجمہ: - حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کثرت کیا کرو درود شریف کی مجھ پر جمعہ کے دن اس لئے کہ وہ ایسا ہے کہ حاضر ہوتے ہیں جسمیں ملائکہ کرام اور کوئی ایک نہیں ہرگز کہ پڑھے مجھ پر درود شریف مگر پیش کیا جاتا ہے مجھ پر درود شریف یہانتک کہ فارغ ہوجاتا ہے وہ پڑھنے والا اس سے۔ اور کہا میں نے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مرجانے کے بعد؟ فرمایا اور مرجانے کے بعد بھی۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا زمین پر کہ کھائے اجسام انبیاء علیہم السلام کو، پس نبی اللہ تعالیٰ کا زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے روایت کیا ابن ماجہ نے۔

اور رئیس المحدثین حضرت علی قاری مکیؒ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا قولہ یُرْزَقُ رِزْقًا مَعْنَوِيًّا فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ فِيْ حَقِّ الشُّهَدَاءِ مِنْ أُمَّتِهٖ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَكَيْفَ سَيِّدُهُمْ بَلْ رَئِيْسُهُمْ لِأَنَّهٗ حَصَلَ لَهٗ مَرْتَبَةُ الشَّهَادَةِ مَعَ مَزِيْدِ السَّعَادَةِ بِأَكْلِ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ وَعَوْدِ سَمِّهَا الْمَعْمُوْمَةِ وَإِنَّمَا عَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنَ الشَّهَادَةِ الْحَقِيْقِيَّةِ لِبَشَاعَةِ الصُّوْرِيَّةِ وَلِإِظْهَارِ الْقُدْرَةِ الْكَامِلَةِ بِحِفْظِ فَرْدٍ مِنْ بَيْنِ أَعْدَائِهٖ مِنْ شَرِّ الْبَشَرِيَّةِ وَلَا يُنَافِيْهِ أَنْ يَكُوْنَ هُنَاكَ رِزْقٌ حِسِّيٌّ أَيْضًا وَهُوَ الظَّاهِرُ۔ مرقات بعینہ

ترجمہ: رزق دیا جاتا ہے انکو رزق معنوی اسلئے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپکی اُمت کے شہداء کے حق میں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں،، اور کسطرح نہ سردار ان کے بلکہ رئیس اُن کے کیونکہ حاصل ہوا اُن کے لئے مرتبہ شہادۃ کا بمع زیادتی سعادت کے ساتھ کھانے گوشت بکری کے جسمیں کہ زہر ڈالی گئی تھی اور ساتھ لوٹنے اس مسموم زہر کے، بجزیں نیست کہ بچایا اللہ تعالیٰ نے آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت حقیقیہ سے اس لئے کہ ظاہری صورت خراب نہ ہو اور واسطے ظاہر کرنے قدرت کاملہ کے ساتھ بچانے ایک فرد کے درمیان میں دشمنوں کے، سے اور نہیں منافی رزق معنوی کے ساتھ کہ ہو وہاں رزق حسّی بھی اور رزق حسی کا ہونا ظاھر ھے۔ انتہیٰ۔ اور عرض کے معنیٰ میں فرمایا کہ مجموعہ روح وجسم پر پیش کیا جاتا ہے۔ وفیہ

اِشَارَۃٌ اِلٰی اِنَّ الْعَرْضَ عَلٰی مَجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ مِنْھُمْ :۔ مرقات المصابیح لعلی القاریؒ

ترجمہ :۔ اور اس میں اشارہ ہے اسبات کیطرف کہ تحقیق پیش کرنا درود شریف کا اوپر مجموعہ روح اور جسم کے ہوتا ہے ان انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پر انتہی :۔

پس بنا بر ان احادیث کے زندگی روحانی وجسمانی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام میں کوئی شبہہ باقی نہیں رہا

(۱۶) **سولویں حدیث** :۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَیْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ ۔ شفاء السقام

ترجمہ :۔ روایت ہے حضرت انس بن مالکؓ سے تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا میں حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر اس رات میں جسمیں سیر کرایا گیا مجھکو نزدیک سرخ ڈھیری کے اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے ہیں اپنی قبر میں انتہی

(۱۷) **سترھویں حدیث** :۔ وَعَنْ اَنَسٍؓ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی مُوْسٰی بْنَ عِمْرَانَ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَۃِ

ترجمہ :۔ روایت ہے حضرت انسؓ سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابوذرؓ سے کہ سرکار دوعالم نور مجسم ہادی اعظم عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ افضل التحیۃ والسلام چھٹے آسمان میں دیکھا :۔ انتہی

اور یہاں پر اعتراض واقع ہوتا ہے کہ احادیث میں تعارض آگیا بعض احادیث میں وارد ہے کہ دیکھا انکو قبر میں نماز پڑھتے، اور بعض میں وارد ہے کہ انکو بیت المقدس میں دیکھا اور بعض میں وارد ہے کہ چھٹے آسمان میں دیکھا۔

الجواب :۔ قَالَ الْاِمَامُ الْبَیْھَقِیُّ لَیْسَ فِی الْاَخْبَارِ مُنَافَاتٌ فَقَدْ یَرَاہُ فِیْ مَسِیْرِہٖ قَائِمًا یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ ثُمَّ یُسْرٰی بِہٖ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ

كَمَا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآهُ فِيهِ ثُمَّ لَعَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ كَمَا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآهُ فِي السَّمَاءِ وَكَذَالِكَ سَائِرُ مَنْ رَآهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ فِي السَّمَاءِ وَالْأَنْبِيَاءُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ فَلَا يُنْكَرُ حُلُولُهُمْ فِي أَوْقَاتٍ بِمَوَاضِعَ مُخْتَلِفَاتٍ كَمَا وَرَدَ فِي خَبَرِ الصَّادِقِ بِهِ انتهى

ترجمہ :- فرمایا امام بیہقیؒ نے اور نہیں منافات درمیان احادیث کے پس کبھی دیکھتے ہیں ایسی سیریں کہ کھڑے نماز پڑھتے ہیں اپنی قبریں پھر سیر کراتا ہے انکو اللہ تعالیٰ طرف بیت المقدس کے جیساکہ سیر کراتا ہے سرکار ابد قرار مدنی تاجدار احمد مختار شفیع یوم قرار صلے اللہ علیہ وسلم کو پس دیکھتے ہیں آپ انکو بیت المقدس میں پھر لیجاتا ہے انکو طرف آسمان کے جیساکہ لیجاتا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پس دیکھتے ہیں آپ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ان کو آسمان میں اسیطرح باقی جسکو دیکھا ہے آپ نے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے زمین میں پھر آسمان میں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں نزدیک رب اپنے کے مثل شہداء کی پس نہیں انکار کیا جاتا ان کے جانے کا اوقات مختلف میں مختلف جگہوں کو جیساکہ وارد ہے حدیث صادق میں۔ انتہی“

(۱۸) اٹھارویں حدیث :- قَالَ فِي شِفَاءِ السِّقَامِ ص ۱۵۳ وَقَدْ

ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ فِي حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا إِلَى أَنْ قَالَ وَجَدَ إِبْرَاهِيمَ فِي السَّابِعَةِ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى بَيْتِ الْمَعْمُورِ ؛؛

ترجمہ :- اور تحقیق حدیث صحیح میں آیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا حضرت آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا میں اور پایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساتویں آسمان میں تکیہ لگانے والے تھے اپنی پیٹھ کا بیت المعمور کیطرف۔ یہ حدیث بروایت حضرت انسؓ کے ابوذرؓ سے مروی ہے۔

(۱۹) انیسویں حدیث :۔ مسلم شریف جسمیں دیکھا آپنے انبیاء علیہم السلام کو آسمانوں میں بروایت ثابت بنانی حضرت انس رضہ سے جسمیں دیکھا آپنے حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کو پہلے آسمان میں اور حضرت آدم کا آپکو مرحبا فرمانا۔ دوسرے آسمان میں حضرت عیسیٰ کو دیکھنا۔ اور حضرت یحیٰ علیہ السلام ابن زکریا علیہ السلام کو دیکھنا اور انکا مرحبا فرمانا اور دعا کرنا آپ کیلئے تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنا اور انکا مرحبا فرمانا اور دعا کرنا۔ چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھنا اور انکا مرحبا فرمانا اور دعا مانگنا۔ پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھنا اور ان کا اسیطرح مرحبا فرمانا اور دعا کرنا۔ اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنا اور ان کا مرحبا فرمانا اور دعاء خیر کرنا۔ اور ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا دراں حالیکہ وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے بیت المعمور کے ساتھ۔ اور اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آپکے ساتھ واپسی میں واقعہ ملاقات مذکور ہے الخ ملاحظہ ہو مسلم شریف صفحہ ۹۱

اسیطرح ایک اور حدیث بروایت سعید کے قتادہ سے اور ان کا انس بن مالک سے اور ان کا مالک بن صعصعہ سے مع الشک بلا شک تصریح فرمائی علامہ نووی نے شرح مسلم شریف میں، اور یہ حدیث بھی مسلم شریف میں ہے۔ بعد اس حدیث کے بیس احادیث ہوئیں :۔

(۲۱) اکیسویں حدیث :۔ مسلم شریف بروایت ابن عباس رضہ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُسْرِیَ بِہٖ فَقَالَ مُوْسٰی آدَمُ طُوَالٌ کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَۃَ وَقَالَ عِیْسٰی مَرْبُوْعٌ ؕ

ترجمہ :۔ فرمایا حضرت ابن عباس رضہ نے کہ بیان فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت سیر کرایا گیا آپکو آسمانوں کا۔ پس فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے اور لمبے قد والے ہیں گویا قبیلہ شنوءہ کے مرد ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام درمیانے قد والے ہیں :۔ انتہیٰ

اب لمبا قد ہونا یا درمیانہ قد ہونا یہ اجسام کی صفات ہیں لہٰذا روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی زندگی ثابت ہو گئی۔ ۱۲۔ اللّٰہم اغفر لکاتبہ ولمؤلفہ ۱۲

(۲۲) **بائیسویں حدیث** نیز بروایت ابن عباسؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی مُوْسَی بْنِ عِمْرَانَ رَجُلٌ آدَمُ طِوَالٌ جَعْدٌ کَاَنَّہٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ ؂

ترجمہ:۔ فرمایا ابن عباسؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گذرا میں اس رات میں جس میں سیر کرایا گیا مجھے موسیٰؑ بن عمران پر مرد ہے گندمی رنگ والا لمبے قد والا پیچیدار بالوں والا گویا کہ وہ مرد ہے قبیلہ شنوءہ سے اور فرمایا دیکھا میں نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو درمیانے قد والے مائل سرخی سفیدی کو پریشان بالوں والے یعنی غیر پیچیدار بالوں والے انتہیٰ مسلم

(۲۳) **تیئسویں حدیث** نیز بروایت ابن عباسؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِی الْاَزْرَقِ فَقَالَ اَیُّ وَادٍ ھٰذَا فَقَالُوْا وَادِ الْاَزْرَقِ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی ھَابِطًا مِّنَ الثَّنِیَّۃِ وَلَہٗ جُؤَارٌ اِلَی اللّٰہِ بِالتَّلْبِیَۃِ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی ثَنِیَّۃِ ھَرْشٰی فَقَالَ اَیُّ ثَنِیَّۃٍ ھٰذِہٖ قَالُوْا ثَنِیَّۃُ ھَرْشٰی قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ عَلٰی نَاقَۃٍ حَمْرَاءَ جَعْدَۃٍ عَلَیْہِ جُبَّۃٌ مِّنْ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِہٖ خُلْبَۃٌ وَھُوَ یُلَبِّیْ ؂ ۔ مسلم

ترجمہ:۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ساتھ وادی ازرق کے پس فرمایا یہ کونسی وادی ہے پس کہا لوگوں نے وادی ازرق ہے۔ فرمایا آپ نے تحقیق میں دیکھتا ہوں طرف حضرت موسےٰ علیہ السلام کے آپ اترنے والے ہیں گھاٹی سے اور واسطے آپ کے اللہ کیطرف ہمسائیگی ہے ساتھ تلبیہ کے۔ پھر آئے آپ گھاٹی ہرشی پر پس فرمایا کونسی گھاٹی ہے کہا لوگوں نے گھاٹی ہرشی ہے۔ فرمایا آپ نے تحقیق میں دیکھتا ہوں طرف حضرت یونس علیہ السلام کے اوپر اونٹنی سرخ بھرے ہوئے گوشت والی کے پہنا ہوا جبہ صوف کا۔ مہار آپکی اونٹنی کی کھجور کے پتوں کی ہے اور آپ تلبیہ پڑھتے ہیں۔ انتہیٰ رواہ مسلم

مترجم کہتا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو گھاٹی ازرق سے اترتا ہوا اور تلبیہ پڑھتا ہوا اور حضرت یونس علی نبینا وعلیہ السلام کو گھاٹی ہرشے میں سرخ رنگ کی موٹی اونٹنی پر سوار اور جبۂ صوف پہنے ہوئے تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھنا یہ سب صفات اجسام ہیں میں زندگی جسمانی اور روحانی ثابت ہوئی۔ علامہ نووی نے اس پر شبہ کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کس طرح حج کرتے اور تلبیہ پڑھتے ہیں حالانکہ وہ مرے ہوتے ہیں۔ اور وہ دارِ آخرت میں ہیں اور دارِ آخرت دارِ تکلیف وعمل نہیں۔ اسکے چند جوابات دیئے۔ اوّل یہ کہ وہ مثل شہداء کی ہیں اور زندہ ہیں۔ بلکہ شہداء سے بھی افضل ہیں۔ بعید نہیں کہ وہ حج ادا کریں اور نمازیں پڑھیں لیکن بعد وفات بھی دارِ دنیا میں ہیں اگر یہ مدت ختم ہوئی تب عمل بھی منقطع ہوجائے گا مگر یہ عمل ان کا بطریق تکلیف نہیں بلکہ باعتبار تقرب کے ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے یہ جواب اول ہے۔ باقی اجوبہ مبنی بر تاویل ہیں ظاہر یہی جواب ہے۔ از مترجم۔ ملاحظہ ہو نووی ص ۹۴

(۲۴) چوبیسویں حدیث:۔ نیز بروایت ابن عباسؓ بطریق مذکور مگر اس میں زیادہ ہے واضعا اِصْبَعَیْهِ فِی اُذُنَیْهِ:۔

ترجمہ:۔ در انحالیکہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام رکھنے والے ہیں انگلیوں کو اپنے کانوں میں

سلم شریف:۔ **مترجم** کہتا ہے کہ انگلیوں کا کانوں میں رکھنا جسم کی صفت ہے۔ نہ کہ روح بنا بریں جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی زندگی ثابت ہوئی:۔

(۲۵) پچیسویں حدیث:۔ نیز بروایت ابن عباسؓ قَالَ اَمَّا اِبْرَاهِیْمُ فَانْظُرُوْا اِلٰی صَاحِبِکُمْ وَاَمَّا مُوْسٰی فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلٰی جَمَلٍ اَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِی الْوَادِیْ یُلَبِّیْ۔ رواہ مسلم ص ۹۵

ترجمہ:۔ فرمایا بہرحال ابراہیمؑ پس دیکھو اپنے صاحب کو۔ اور بہرحال موسیٰؑ پس مرد ہے گندم گون سوار ہے سرخ اونٹ پر جسکی مہار کھجور کے پوست کی ہے تحقیق

دیکھتا ہوں میں طرف اسکے جبکہ اترتا ہے گھاٹی میں تلبیہ پڑھتا ہے۔ انتہی

اب مترجم کہتا ہے۔ کہ آپ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی شکل بتلانا اور حضرت موسے علیہ السلام کا رنگ گندم گوں اور پیچدار بالو نوالا۔ اور اونٹنی پر سوار بتلانا یہ سب صفات اجسام کی ہیں

(۲۶) چھبیسویں حدیث :- مسلم شریف بروایت حضرت جابرؓ عن جابرؓ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ الْاَنْبِیَآءُ فَاِذَا مُوْسٰی مِنَ الرِّجَالِ کَاَنَّہٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شِبْھًا عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ :-

ترجمہ :- حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیش کئے گئے مجھ پر انبیاء علیہم السلام پس ناگہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہیں دربیانہ گوشت والے گویا وہ قبیلہ شنوءۃ کے مردوں سے ہیں اور دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پس اس وقت بہت نزدیک انکے باعتبار مشابہت کے عروہ بن مسعود ہے۔ اور دیکھا میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پس اسوقت بہت نزدیک اُن کے اور وے مشابہت کے باعتبار صاحب تمہارا ہے۔ مراد ذات اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ انتہی

(۲۷) ستائیسویں حدیث :- مسلم شریف بروایۃ ابوہریرۃؓ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِیْتُ مُوْسٰی فَنَعَتَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُہٗ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّاْسِ کَاَنَّہٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ وَلَقِیْتُ عِیْسٰی فَنَعَتَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَبْعَۃٌ اَحْمَرُ کَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ یَعْنِیْ حَمَّامٍ قَالَ وَرَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ وَاَنَا اَشْبَہُ وَلَدِہٖ بِہٖ :مسلم

ترجمہ :- حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ سیر کرایا گیا مجھے ملاقات کی میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ پس صفت بیان کی انکی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے پس وہ اسوقت مرد ہے یقین کرتا ہوں میں لمبے قد والے نہ بہت گوشت والے۔ ملاحظہ ہو نووی) کنگی

ہوئے بالوں والا گویا وہ مرد ہے قبیلہ شنوۂ کا، فرمایا اور دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو آپ کی صفت بیان فرمائی پس وہ اسوقت مرد ہے درمیانہ قد والا، سرخ رنگ والا گویا نکلے ہیں حمام سے، فرمایا اور دیکھا میں نے ابراہیم علیہ السلام کو اور میں انکا بہت مشابہ بیٹا ہوں۔

۲۸ اٹھارویں حدیث :- واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن یوسف بن عطیۃ قال سمعت ثابت البنانی یقول لحمید الطویل ھل بلغک ان احد یصلی فی قبرہ الا الانبیاء قال لا۔

ترجمہ :- ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء جلد ۱۲ میں تخریج کیا ہے یوسف بن عطیہ سے اس نے کہا کہ میں نے ثابت بنانی سے سنا وہ کہتا ہے واسطے حمید طویل کے کہ کیا پہونچا تجھکو کوئی ایک جو پڑھتا ہے نماز قبر میں بغیر انبیاء کے کہا اس نے نہیں۔ انتہیٰ الاذکیاء از علامہ سیوطی۔

(۲۹) انتیسویں حدیث :- واخرج البخاری فی تاریخہ عن عمار سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان للہ تعالیٰ ملکا اعطاہ اسماع الخلائق قائم علی قبری فما من احد یصلی علی صلوۃ الا بلغنیھا :-

ترجمہ :- بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت عمار سے اس حدیث کی تخریج کی کہتے ہیں میں نے سنا نبی علیہ السلام سے آپ فرماتے تھے کہ اللہ کے لئے ایک ملائکہ ہے جسکو دیا اللہ نے سننا تمام مخلوق کا کھڑا ہے میری قبر (شریف) پر پس کوئی ایک نہیں کہ درود پڑھتا ہے مجھ پر مگر پونچاتا ہے وہ مجھکو درود شریف الاذکیاء

(۳۰) تیسویں حدیث :- واخرج حدیث ان الناس یصعقون فاکون اول من یفیق وقال ھذا ایدل ایضا علی ان اللہ رد علی الانبیاء ارواحھم وھم احیاء عند ربھم کالشھداء فاذا نفخ فی الصور النفخۃ الاولی صعقوا فیمن صعق ثم لا یکون ذالک موتا فی جمیع معانیہ الا فی ذھاب الاستشعار۔ انتہیٰ الاذکیاء ص

یفیق

وقال البیہقی

ترجمہ :- اور تخریج کیا بیہقی نے حدیث کو تحقیق لوگ بے ہوش ہو جاوینگے پس ہوں گا میں پہلا ان لوگوں کا جنکو افاقہ ہوگا اور کہا بیہقی نے یہ حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے

ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء پر انکی روحیں لوٹا دیتا ہے اور وہ شہداء کی طرح زندہ ہیں اور جب پہلی مرتبہ صور میں پھونکا جائے گا تو لوگ بیہوش ہو جائینگے۔ پھر کہا بیہقی نے یہ نہ ہوگی یہ موت تمام ساقط ہو کر چلا جانا شعور کا ۱۲

(۳۱) اکتیسویں حدیث :- وَاَخْرَجَ اَبُوْ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيَنْزِلَنَّ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَجَبْتُهٗ ۔ انبیاء الاذکیاء ص

ترجمہ :- اور تخریج کیا ابویعلیٰ نے ابوہریرہؓ سے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اس ذات پاک کی قسم ہے جسکے دست قدرت میں میری روح ہے البتہ ضروری اتریگا بیٹا مریم کا پھر کھڑا ہوگا میری قبر مبارک پر پس کہے گا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم! تو ضروری جواب دوں گا میں انکو انتہی

(۳۲) بتیسویں حدیث :- وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ لَيَالِيَ الْحَرَّةِ وَمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرِيْ وَمَا يَاْتِيْ وَقْتُ الصَّلٰوةِ اِلَّا سَمِعْتُ الْاَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ ۔ انباء الاذکیاء ۱۲

ترجمہ :- اور تخریج کیا حافظ ابونعیمؒ نے دلائل النبوۃ میں سعید بن مسیبؓ سے کہا اسنے البتہ تحقیق دیکھا تھا میں نے اپنے آپ کو گرمی کی راتوں میں اور نہیں تھا مسجد رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں بغیر میرے اور نہیں آتا تھا وقت نماز کا مگر اس حال میں کہ میں سنتا تھا اذان کو قبر مبارک سے انتہے

ف، حرہ مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے جس میں یہ قریب اوپر کے ہیں اور یہ لشکر یزید کا زمانہ تھا جو اسس نے صحابہ کرام و تابعین سے جنگ کے لئے بھیجا تھا۔ ملاحظہ ہو طیبی شرح مشکوٰۃ : از مترجم

(۳۳) تینتیسویں حدیث :- وَاَخْرَجَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ فِيْ اَخْبَارِ الْمَدِيْنَةِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ

فِی قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیَّامَ الْحَرَّۃِ حَتّٰی عَادَ النَّاسُ۔ انباء الاذکیا ص

ترجمہ :۔ تخریج کیا ابن بکار نے اخبار مدینہ طیبہ میں سعید بن مسیب رضی سے فرمایا انہوں نے میں ہمیشہ سنتا تھا اذان اور اقامۃ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے حرہ کے دنوں میں یہانتک کہ لوگ واپس ہوئے

(۳۴) چونتیسویں حدیث۔ وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ فِی الطَّبَقَاتِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ اَنَّہٗ کَانَ یُلَازِمُ الْمَسْجِدَ اَیَّامَ الْحَرَّۃِ وَالنَّاسُ یَقْتَتِلُوْنَ قَالَ فَکُنْتُ اِذَا حَانَتِ الصَّلٰوۃُ اَسْمَعُ اَذَانًا یَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْقَبْرِ الشَّرِیْف۔ انباء الاذکیاء ص۶

ترجمہ :۔ تخریج کیا ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں سعید بن مسیب سے تحقیق تھے آپ ہمیشہ رہنے والے مسجد نبوی میں حرہ کے دنوں میں اور لوگ لڑتے تھے فرمایا کہ جب نماز کا وقت قریب ہوتا تھا تو میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے اذان کی آواز سنتا تھا

(۳۵) پینتیسویں حدیث :۔ وَاَخْرَجَ الدَّارِمِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ قَالَ اَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ لَمَّا کَانَ اَیَّامُ الْحَرَّۃِ لَمْ یُؤَذَّنْ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یُقَمْ وَاَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیِّبِ لَمْ یَخْرُجْ مُقِیْمًا فِی الْمَسْجِدِ وَکَانَ لَا یَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا بِهَمْهَمَۃٍ یَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ انباء الاذکیا ص۶

ترجمہ :۔ تخریج کیا دارمی (نام کتاب) نے مسند میں کہا کہ مجھکو مروان بن محمد نے سعید بن عبد العزیز سے خبر دی اس نے کہا جب حرہ کے دن تھے تو مسجد نبوی میں اذان اور اقامت نہیں کیجاتی تھی اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ مقیم ہو رہنے والے تھے مسجد نبوی علیہ السلام میں اور نماز کا وقت نہیں معلوم کیا جاتا تھا مگر آہستہ آہستہ سی آواز سے جو نبی علیہ السلام کی قبر سے سنتا تھا۔ مشکوٰۃ المصابیح میں (صفحہ ۵۵) پر روایت دارمی موجود ہے

(۳۶) چھتیسویں حدیث :۔ وہ حدیث ہے جسکو علامہ سبکی نے شفاء السقام ص۱۳۲ میں ذکر فرمایا ہے۔ وَعَنْ اِبْرَاہِیْمَ بْنِ بَشَّارٍ قَالَ حَجَجْتُ فِیْ بَعْضِ السِّنِیْنَ

فَجِئْتُ الْمَدِيْنَةَ فَتَقَدَّمْتُ اِلٰى قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَسَمِعْتُ مِنْ دَاخِلِ الْحُجْرَةِ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ؏

ترجمہ :- ابراہیم بن بشار سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حج کیا اور مدینہ منورہ میں آیا تو سرورِ کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوۃ کی روضہ اطہر کی طرف بڑھا پس سلام عرض کیا میں نے تو حجرہ مبارک کے اندر سے میں نے وعلیک السلام کی آواز سُنی ؏

محمد مسعود کہتا ہے کہ احادیث مذکورہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر شریف میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر چھٹے آسمان پر دیکھا۔ اور شب معراج میں تمام انبیاء کا بیت المقدس میں جمع ہونا اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء سے نماز ادا کرنا۔ اور آپ کا امام بننا امامت کرانا۔ اور آپ کا باقی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے باتیں کرنا۔ اور آپ کا بعض انبیاء کو دیکھنا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان کرنا کہ خفیف جسم والے اور پیچدار بالوں والے، اونچے قد والے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو نماز پڑھتے دیکھنا اور ان کا حلیہ شریف مثل اپنی ذات مقدس کے بتلانا اور انبیاءؑ کو الگ الگ آسمانوں میں دیکھنا۔ اور ان کا آپ کو مرحبا فرمانا۔ اور دعا کرنا۔ اور حضرت موسے علیہ السلام کو وادیٔ ازرق میں اترتے ہوئے دیکھنا۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹ کھجور کے پتوں کی مہار والے پر سوار دیکھنا۔ اور صوف کا جبہ پہنے ہوئے گھاٹی پر چڑھتے دیکھنا یہ تمام صفات اجسام اور ارواح کے صفات ہیں، لھذا انبیاء علیہم السلام کے لئے جسمانی اور روحانی زندگی ثابت ہے۔ اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کا پیش ہونا اور روضہ طیبہ پر ملائکہ کا مقرر ہونا جو ملائکہ کہ تمام دنیا کے درود شریف سنتا ہے اور تمام کا نام بطور ہدیہ آپ پر پیش کرتا ہے۔ اور آپ کو ملائکہ سیاحین کا امت کی جانب سے سلام پہنچانا۔ اور درود شریف پڑھنے والے کا آپ کے نزدیک ہونا، اور حضور علیہ السلام کا امت کے درود و سلام کو خود بنفس نفیس سُننا روضہ اقدس کے قریب بھی اور دور سے بھی۔ ملاحظہ ہو حدیث، جسکو طبرانی اور حافظ ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں بلفظ الا بلغنی صوتہ بیان کیا ہے ... کہ کوئی شخص ایسا نہیں

جو پڑھتا ہے مجھ پر درود شریف مگر مجھے اسکی آواز پہنچتی ہے۔ یہ پوری حدیث مع الاسناد جلاء الافہام
یں موجود ہے

(۳۷) سینتیسویں حدیث:- اس حدیث پر مولوی اشرف علیؒ کا یہ اعتراض
کرنا کہ اسمیں عنعنہ ہے۔ یہ اعتراض درست نہیں کیونکہ ثقہ کا عنعنہ مقبول ہوتا ہے ملاحظہ ہو شرح
نخبۃ الفکر، ورنہ تو صحیحین کی احادیث میں عنعنہ بکثرت موجود ہے معترض کو چاہئے تھا اس حدیث
کے رواۃ کو غیر ثقہ ثابت کرتا جب یہ نہیں تو پھر صرف عنعنہ سے اعتراض کرنا بالکل درست نہیں
چنانچہ ظاہر ہے۔ دوسرا یہ کہنا کہ جلاء الافہام کے متعدد نسخ کے مطالعہ سے بعض میں لا یبلغنی متروکہ
ہے اور یہ میرے قلب پر وارد ہوا" ہم مولوی صاحب سے یہ پوچھتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب بالواسطہ کا انکار کرتے ہو، اور اپنے لئے دعوے ورد غیب یہ کونسا انصاف
ہے فیا اسفی علیٰ ہذا العقیدۃ ۱۲

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایام حرہ ورود لشکر یزید پلید کا مدینہ طیبہ میں صحابہ اور تابعین سے
جنگ کے لئے "مشکوٰۃ شریف بروایت دارمی، وطبقات ابن سعد وحافظ ابو نعیم دلائل النبوۃ وتخریج
زبیر بن بکار اخبار مدینہ مطہرہ طیبہ۔ اذان دینا اور روضہ اقدس سے حضرت سعید بن المسیبؓ کا سننا
اور آپکی اذان کی آواز سے اوقات نماز کو معلوم کرنا۔ یہ تمام صفات اجسام اور ارواح کے
صفات سے ہیں اور ہم وصاف سیدنا وغوثنا وغیاثنا ورسولنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ مستمرہ
روحانی وجسمانی دونو کیلئے مثبت ہیں۔ اب اول سے لیکر آخر ۳۷ تک آیات واحادیث اور
براہین قاطعہ سے سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم کی حیوۃ ابدیہ مستمرہ کا مسئلہ روز روشن کیطرح
واضح ہوگیا۔ اور ثابت ہوا کہ حضور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم حیوۃ ابدی
سے زندہ ہیں۔ اب بھی اگر کوئی بدبخت ازلی مذکورہ مکتوبہ دلائل بینات سے نظر قطع کر کے
حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات ابدی سے انکار کرے تو ایسے مقفل دلوں کے کھولنے کے
لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ذلیل لِلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ کا وعدہ فرما رکھا ہے الحمد للہ ہماری صبح ومسا
یہی دعا رہتی ہے کہ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہمارے دلوں میں اور زیادہ فرما! اور

مخالفین رسول کو چشم ایمانی نصیب کرے تاکہ دلائل بینات کو دیکھکر حق و باطل کے درمیان امتیاز کر سکیں۔ یہاں تک حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیٰوۃ طیبہ کا اثبات مقصود تھا، پورا ہوچکا

اب یہ مناسب ہے کہ متصل ہی اس بحث شریفہ کے زیارت نبوی صلے اللہ علیہ و سلم پر چند احادیث پیش کی جائیں تاکہ متبعین ابن تیمیہ اور باقی فرقہ نجدیہ کو کچھ تنبیہ ہو جائے۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں اِنَّ زِیَارَتَہٗ صلے اللہ علیہ وسلم مَشْرُوْعَۃٌ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَ اِجْمَاعِ الْاُمَّۃِ وَبِالْقِیَاسِ۔ ترجمہ:۔ بیشک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا کتاب اللہ شریف اور سنت نبویہؐ اور اجماع امۃ اور قیاس سے ثابت ہے۔ ان کی کلام کا محصل یہ ہے کہ بحکم آیۃ کریمہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ط الآیہ

ترجمہ ظاہر ہے۔ آیۃ کریمہ سے امۃ مرحومہ کو ہدایۃ کرنا منظور ہے۔ کہ گم گشتگانِ چاہِ ضلالت و منہمکانِ معصیت! تم اپنی مغفرت کے لئے سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں حاضری دے کر بطفیل و بتوسل حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے اللہ سے معافی چاہو۔ **یہ** امر بعد وفات بھی جاری ہے اسکی تفصیل ابتدائی صفحات پر گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔ امام ابن حجر مکیؒ نے فرمایا وَھٰذَا لَا یَنْقَطِعُ بِمَوْتِہٖ۔ ترجمہ۔ اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات سے منقطع نہیں۔

احادیث ملاحظہ ہوں

(۱) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ الحدیث۔ ترجمہ جس شخص نے میری قبر (اطہر) کی زیارت کی تو میری شفاعت اس کے لئے واجب ہے۔ دوسری روایت میں حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ وارد ہے۔ کہ میری شفاعت اسکیلئے حلال ہے،

علامہ مذکور فرماتے ہیں صَحَّحَہٗ جَمَاعَۃٌ مِّنْ اَئِمَّۃِ الْحَدِیْثِ۔ کہ اس حدیث کی ائمہ حدیث سے ایک جماعت نے تصحیح کی ہے۔

(۲) دوسری حدیث میں ان الفاظ سے وارد ہے مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا

زَارَنِی فِی حَیٰوتِی۔ جس نے وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اُس نے زیارت کی میری زندگی میں

(۳) تیسری حدیث۔ مَنْ جَاءَنِی زَائِرًا لَا تُعْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِی کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر والدارقطنی فی امالیہ وابوبکر بن المقری فی معجمہ وصححہ سعید بن السکن انتہیٰ شفاء السقام ص۱۰۲

ترجمہ:۔ جو شخص زیارت کرنے والا میرے پاس آیا نہیں کام اسکا دنیا کے کاموں سے بغیر میری زیارت کے تو مجھ پر واجب ہے کہ قیامت کے دن میں اسکا شفیع ہو جاؤں الخ

اب کترین ان ہی احادیث پر اکتفا کرتا ہے ورنہ اس باب میں ۱۵ احادیث ہیں ملاحظہ ہو شفاء السقام۔ مقصد میرا یہ تھا کہ رسالہ ہذا میں چالیس احادیث تحریر کی جائیں تو وہ مقصد ان آخر کی تین احادیث کو ملا کر پورا ہو جاتا ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم منظور فرمالیں تو زہے نصیب، زہے عز و شرف۔

قبل ازیں حضور علیہ السلام کے دربار گہربار میں بواسطہ حضرت صاحب مرحوم شرف قبول تشریف کے درخواست پیش کی تھی مگر بغیر منظوری سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ نہیں بن آتا۔

لِلّٰهِ دَرُّ الْقَائِلِ ؎

کس کی مجال ہے کہ دم بھر ترے مدینہ کو چلے
روتا ہوں مدتوں سے عقدہ میرا یہ کب کھلے
رحمت ہے تو جہاں کی مجھ پہ بہا نا قطرہ نم
دریائے رحمت بہہ رہا پیاسا ہوں مجھ کو بھی پلا

تیری رضا، رضاء رب تب ہی تو عقدہ یہ کھلے
ڈورہ ہی میرا تیرے ہاتھ جیسے چلا دو وہ چلے
دھل جائیں میرے سب گناہ
ہو جائیں رضیں سب شفا تیرے ہی ساتہ کے تلے

صلی اللہ علیک وسلم یا حبیب اللہ

تیسری بحث علماء کرام کے اقوال کا بیان

علامہ سیوطی اپنی کتاب انباء الاذکیاء میں تصریح فرماتے ہیں۔ وقال القرطبی فی التذکرۃ فی حدیث الصعقۃ نقلا عن شیخہ الموت لیس بعدم محض وانما ھو انتقال من حال الی حال ویدل علی ذالک ان الشھداء بعد قتلھم وموتھم احیاء عند ربھم یرزقون فرحین مستبشرین وھذہ صفۃ الاحیاء فی الدنیا واذا کان فی الشھداء فالانبیاء احق بذالک واولی وقد صح ان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء وانہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتمع بالانبیاء لیلۃ الاسراء فی بیت المقدس وفی السماء وقد رای موسی قائما یصلی فی قبرہ واخبر صلی اللہ علیہ وسلم بانہ یرد السلام علی کل من یسلم علیہ الی غیر ذالک مما یحصل من جملتہ القطع بان موت الانبیاء انما ھو راجع الی ان غیبوا عنا حیث لا ندرکھم وان کانوا موجودین احیاء وذالک الحال فی الملائکۃ فانھم موجودون احیاء ولا یراھم احد من نوعنا الا من خصہ اللہ بکرامتہ من اولیاءہ انتھی

ترجمہ: علامہ سیوطی نے تذکرہ میں (تذکرہ کتاب کا نام ہے جس میں موت اور امور آخرۃ ذکر کیے گئے۔ ذکر کیا اسکو کشف الظنون نے) حدیث صعقہ میں جس کو ذکر کیا اپنے شیخ سے کہ موت عدم محض نہیں ہے بلکہ نیست

کرو، ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال ہے اس پر دلالت کرتی ہے یہ بات کہ شہداء کرام قتل ہو جانے اور مر جانے کے بعد اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ اور خوشی کی خبر طلب کرتے ہیں۔ یہ زندوں کی صفت ہے (دنیا میں) جب یہ مسلم شہداء میں ہے تو انبیاء علیہم السلام اس بات کے لئے زیادہ لائق اور بہتر ہیں۔ بلا شک صحیح ہو چکا کہ انبیاء عظام علیہم السلام کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج شریف کی رات میں بیت المقدس اور آسمانوں میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع ہوئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر شریف میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور عالم علم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ ہر سلام پیش کرنے والے شخص کو جواب دیتے ہیں۔ اور غیر اس کے بھی جنسے باعتبار مجموعہ کے اس بات کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وفات اس بات کیطرف راجع ہے کہ وہ ہم سے اس طریقہ پر غائب ہوئے ہیں کہ ہم سمجھ نہیں سکتے۔ اگر وہ حضرات زندہ موجود ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جس طرح کہ ملائکہ کا حال ہے وہ زندہ ہیں، موجود ہیں لیکن ہماری نوع (آدمیوں) میں سے انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر وہ شخص کہ اولیائے کرام میں سے اللہ نے اسکو بزرگی و کرامت سے خاص کر دیا ہے (یعنی وہ دیکھ سکتے ہیں)

علامہ سیوطی قدس سرہ نے انباء الاذکیا میں تحریر فرمایا۔ ثَبَتَ کَوْنُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیًّا فِیْ قَبْرِہٖ بِنَصِّ الْقُرْاٰنِ اِمَّا مِنْ عُمُوْمِ اللَّفْظِ وَاِمَّا مِنْ مَفْھُوْمِ الْمُوَافَقَۃِ۔ انتھٰی

ترجمہ :- سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا قبر مطہرہ منورہ مقدسہ میں قرآن کریم کی نص سے یا لفظ کے عموم سے یا مفہوم موافق سے۔

مترجم کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام کا زندہ ہونا قرآن کریم کی نص سے یہ حضرات احناف کرام کے قواعد کے اعتبار سے بھی درست ہے۔ اس امر میں احناف و شوافع

کا کوئی نزاع نہیں۔ اور مفہوم موافق کے اعتبار سے شوافع کے قواعد کی بناء پر درست کیونکہ وہ نصوص میں مفہوم کو درست مانتے ہیں۔ اور ہمارے احناف کے قاعدوں کی بناپر درست نہیں کیونکہ نصوص میں مفہوم معتبر نہیں۔ چنانچہ کتب اصول فقہ کے مطالعہ پر تحقیق ملاحظہ ہوں نور الانوار، حسامی، تلویح۔

حضرت امام بیہقیؒ نے اپنی تصنیف کتاب الاعتقاد والهداية الى سبيل الرشاد میں فرمایا الانبیاء بعد ما قبضوا ردت الیھم ارواحھم فھم احیاء عند ربھم کالشھداء۔

ترجمہ امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام قبض کر لئے جانے کے بعد انکی پاک روحیں انکی طرف لوٹائی جاتی ہیں وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

اور علامہ سیوطیؒ نے انباء الاذکیاء ص ۸ میں فرمایا سئل البارزی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل ھو حی بعد وفاتہ؟ فاجاب انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی قال الاستاذ ابو منصور عبد القاھر بن طاھر البغدادی الفقیہ الاصولی شیخ الشافعیۃ فی جوبۃ مسائل قال المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حی بعد وفاتہ وانہ یسر بطاعات امتہ ویحزن بمعاصی العصاۃ منھم وانہ تبلغہ صلوۃ من یصلی علیہ من امتہ وقال ان الانبیاء لا یبلون ولا تاکل الارض منھم شیئا وقد مات موسی فی زمانہ واخبر نبینا صلی اللہ علیہ وسلم انہ راٰہ فی قبرہ مصلیا وذکر فی حدیث المعراج انہ راٰہ فی السماء الرابعۃ وانہ راٰی اٰدم فی السماء الدنیا وراٰی ابراھیم وقال لہ مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح واذا صح لنا ھذا الاصل قلنا نبینا صلی اللہ

تعالیٰ حیاً بعد وفاتہٖ وھو علیٰ نبوتہٖ ھذا آخر کلام الاستاذ وقال
الحافظ شیخ السنۃ ابوبکر البیہقی فی کتاب الاعتقاد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
بعد ما قبضوا ردت الیہم ارواحہم فہم احیاء عند ربہم کالشہداء وقد
رای نبینا صلے اللہ علیہ وسلم جماعۃ منہم وامہم فی صلوٰۃ واخبر
وخبرہ صادق ان صلوٰتنا معروضۃ علیہ وان سلامنا یبلغہ وان اللہ
تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء قال وقد
افردنا الاثبات حیاتہم کتاباً قال وھو بعد ما قبض نبی اللہ صلی
وصفیہ وخیرتہ من خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم امتنا علی سنتہ
واحینا علی ملتہ واجمع بیننا وبینہ فی الدنیا والاخرۃ فانک علیٰ
کل شیٔ قدیر انتھی جواب البارزی رح

ترجمہ:- علامہ بارزیؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی علیہ السلام وفات
حسرت آیات کے بعد بھی زندہ ہیں؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ بلاشک وہ زندہ ہیں۔ کہا استاذ ابو منصور عبد القاہر
بغدادی نے اپنے سوالوں کے جوابوں میں کہ شکلین محققین نے ہمارے اصحاب میں
سے تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں، اور خوش ہوتے ہیں
امت کی عبادت و تابعداری سے اور آپ گناہگار ان امت کے گناہوں سے ناراض
ہوتے ہیں اور آپکی امت سے جو شخص آپ پر درود بھیجتا ہے تو وہ پہنچتا ہے آپکو۔ اور کہا
کہ انبیاء سڑتے نہیں اور زمین انہیں سے کسی حصہ جسم کو نہیں کھاتی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ
السلام نے اپنے زمانہ میں وفات پائی ہے اور حضور علیہ السلام نے ان کو قبر میں نماز
پڑھتے دیکھا۔ اور معراج کی حدیث میں بیان کیا کہ چوتھے آسمان پہ انہیں دیکھا۔ اور بلا
شک آدم علیہ السلام کو دیکھا آسمان دنیا پہ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

دیکھا اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا مرحبا اے صالح بیٹے اور صالح نبی۔ جب یہ قاعدہ ہمارے نے صحیح ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) وفات کے بعد زندہ ہو گئے اور آپ اپنی نبوت پر قائم ہیں۔ استاذؒ کا یہ آخری کلام ہے۔ اور کہا شیخ حافظ ابو بکر بیہقیؒ نے اپنی تصنیف، کتاب الاعتقاد میں کہ انبیاء علیہم السلام کے ارواح وفات کے بعد اجسام کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے رب کے ہاں شہداء کی طرح زندہ ہیں۔ اور بلا شبہ ہمارے آقا نامدار رحمت کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء عظام کی ایک جماعت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور حضور پر نور سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ نے خبر دی۔ آپ کی خبر سچی ہے۔ کہ آپ پر ہمارا درود شریف پیش کیا جاتا ہے، تحقیق سلام ہمارا (بھی) آپکو پہنچتا ہے۔ اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین پر اجسام انبیاءؑ کے کھانے کو حرام فرما دیا۔ اور کہا کہ ہم نے اس بحث میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسمیں انبیاء عظام کی زندگی کو ثابت کیا ہے۔ اور کہا کہ شافعی محشر صلے اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد نبی ہیں۔ اور اللہ کے رسول ہیں، اور برگزیدہ، اور افضل مخلوقات ہیں۔ اے اللہ ہمارا حضور علیہ السلام کی سنت پر خاتمہ فرمائیے اور آپکی ملت پر موت دیجئے! اے اللہ ہم سب کو ہمکو حضور علیہ السلام کے ساتھ دنیا اور آخرۃ میں، اے اللہ بیشک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ یہاں تک علامہ بارزی کا جواب پہنچا

اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے انبیاء الاذکیاء میں ارشاد فرمایا۔ فَاَقُولُ

حَیٰوۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی قَبْرِہٖ ہُوَ وَسَائِرُ الْاَنْبِیَاءِ مَعْلُومَۃٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِیًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْاَدِلَّۃِ فِی ذَالِکَ وَتَوَاتَرَتْ بِہٖ الْاَخْبَارُ الدَّالَّۃُ عَلٰی ذَالِکَ وَقَدْ اَلَّفَ الْاِمَامُ الْبَیْہَقِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی جُزْءً ا فِی حَیٰوۃِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ فِی قُبُوْرِہِمْ

ترجمہ :- میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک اور باقی انبیاء علیہم السلام کی، اپنی پاک قبروں میں، ہمارے نزدیک بوجہ قائم ہونے دلائل اور احادیث کے جو متواتر ہیں اور ایکی حیوۃ پر دال ہیں، علم یقینی سے معلوم ہے۔ حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے اِس بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں

(علامہ سیوطیؒ کے اس کلام پر کہ حیوۃ النبی و دیگر انبیاء کے بارے میں احادیث متواتر وارد ہیں) **اعتراض** وارد ہوتا ہے کہ احادیث کے متواتر ہونے میں علماء کی بحث ہے۔ ملاحظہ ہو شرح نخبۃ الفکر۔ لہذا یہ صحیح نہیں

جواب یہ ہے کہ یہ تواتر باعتبار درجہ کے ہے جسے تواتر معنوی کہتے ہیں جیسے کہ ہاروت ماروت کے قصہ میں بھی علماءؒ نے تواتر معنوی قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو کلام علامہ سلیمان جملؒ اور کلام شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ میں ہے واما شرع شریف پس عذاب القبر وتنعیم القبر بتواتر ثابت است۔ **ترجمہ** شرع شریف میں عذاب قبر والنعام قبر تواتر سے ثابت ہے۔

اب معنیٔ تواتر واضح ہوا۔ البتہ اصطلاح اصول حدیث کے اعتبار سے اسے تواتر نہیں کہا جاسکتا اور یہ واضح ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے انباء الاذکیاء ص ۹ میں کہا وَقَالَ الشَّیْخُ عَفِیْفُ الدِّیْنِ الْیَافِعِیُّ اَلْاَوْلِیَاءُ یَرِدُ عَلَیْہِمْ اَحْوَالٌ یُشَاهِدُوْنَ فِیْهَا مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَنْظُرُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ اَحْیَاءً غَیْرَ اَمْوَاتٍ کَمَا نَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ قَبْرِہٖ وَقَدْ تَقَرَّرَ اَنَّ مَا جَازَ لِلْاَنْبِیَاءِ مُعْجِزَةً جَازَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَرَامَةً بِشَرْطِ عَدَمِ التَّحَدِّیْ قَالَ وَلَا یُنْکِرُ ذٰلِکَ اِلَّا الْجَاهِلُ وَنُصُوْصُ الْعُلَمَاءِ فِیْ حَیٰوةِ الْاَنْبِیَاءِ کَثِیْرَةٌ فَلْنَکْتَفِ بِهٰذَا الْقَدْرِ انتہٰی

ترجمہ :- شیخ عفیف الدین یافعیؒ نے فرمایا اولیاء کرام پر پیش ہوتے ہیں ایسے حالات جنہیں وہ آسمانوں اور زمینوں کو دیکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انبیاء زندہ ہیں مردہ نہیں جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھا قبر میں۔ اور بلاشک ثابت ہوا ہے (یعنی علم عقائد میں) کہ جو انبیاء کے لئے باعتبار معجزہ کے جائز ہوتا ہے وہ اولیائے کرام کے لئے کرامۃً جائز ہے۔ بشرطیکہ تحدی نہ ہو۔ اسکا انکار بغیر جاہل کے کوئی نہیں کرتا۔ انبیاء عظام علیہم السلام کی زندگی (کے اثبات) میں علماء کرام کی تصریحات بہت ہیں مگر ہم اتنے قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔ انتہیٰ

اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تنویر میں فرمایا اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بِجَسَدِہٖ وَرُوْحِہٖ وَاَنَّہٗ یَتَصَرَّفُ وَیَسِیْرُ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَفِی الْمَلَکُوْتِ وَھَیْئَتُہُ الَّتِیْ کَانَ قَبْلَ وَفَاتِہٖ لَمْ یَتَبَدَّلْ مِنْہُ شَیْئٌ وَاُذِنَ لَھُمْ (ای الانبیاء) فِی الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِھِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِی الْمَلَکُوْتِ الْعُلْوِیِّ وَالسُّفْلِیِّ۔ انتہیٰ "

ترجمہ :- بلاشک حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جسم مبارک اور روح مقدس کے ساتھ زندہ ہیں اور آپؐ تصرف فرماتے ہیں اور زمین کے اطراف میں سیر فرماتے ہیں۔ اور وہ صورت مبارک آپکی جسطرح وفات سے پہلے تھی اس سے کوئی چیز نہیں تبدیل ہوئی اور انبیاء علیہم السلام کو قبروں سے نکلنے اور ملکوت علوی وسفلی کے تصرفات کرنے میں اجازت دی گئی ہے

مترجم کہتا ہے کہ اگر کسی کو حضور علیہ السلام کے تصرف بعد الوفات میں شک ہو تو قرآن مجید میں قول باری تعالیٰ وَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کی تلاوت کرے جسکا ترجمہ یہ ہے۔ قسم ہے ان لوگوں کی جو کاموں کی تدبیریں کرتے ہیں :-

اس پر علامہ بیضاوی کا کلام اور تفسیر کبیر للامام رازی، و تفسیر عزیزی کی تحت

ہدیہ کریہ از اسرار الحقیقت کے اور عرائس البیان، کشف الالباب، کلام شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ کلام
امام غزالیؒ، کلام علامہ شہاب خفاجی حنفی نسیم الریاض عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں جو استمداد کی بحث ہو سکی
تفصیل بتوفیق اللہ وعون رسول اللہ رسالہ ثانیہ میں کہی جائیگی۔

اور حضرت قاضی عیاض قدس سرہ شفا شریف میں بایں الفاظ مصرح ہیں ولا شک ان حیوۃ الانبیاء علیہم السلام ثابتۃ مستمرۃ معلومۃ ونبینا صلی اللہ علیہ وسلم افضلہم

ترجمہ۔ کوئی شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی ثابت دائمی ہے اور ہمارے نبی علیہ السلام تو ان سب سے افضل ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ آپکی زندگی تو بطریق اولیٰ ثابت ہے شرح مسلک میں ہے انہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بحضورک وقیامک وسلامک ای بجمیع احوالک وافعالک وارتحالک ومقامک انتہی

ترجمہ:۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں تیرے حاضر ہونیکو اور تیرے کھڑے ہونیکو اور تیرے سلام کو مطلب یہ کہ تیرے تمام حالات کو اور کوچ کر جانے کو اور تیری باتوں کو اور تیری جگہ کو خوب

علامہ قسطلانی وامام احمد وامام محمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں لا فرق بین موتہ وحیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مشاہدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم وخواطرہم وذالک عندہ جلی لاخفاء بہ

ترجمہ: کوئی فرق نہیں آپکی زندگی اور موت میں دیکھنے اپنی امت کے مشاہدہ اور معرفت میں انکے حالات کو اور انکی نیتوں کو اور ان کے دلوں کے خطروں کو یہ آپکے نزدیک روشن ہے نہیں کوئی پوشیدگی نہیں

اور شرح شفاء ملا علی قاری صفحہ ۱۴۲ میں ہے مع ان المعتقد انہ وسائر الانبیاء فی قبورہم من الاحیاء فانہم اولیٰ بذالک من الشہداء انتہی

ترجمہ:۔ باوجود اسکے تحقیق عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں کیونکہ آپ زندگی کے ساتھ شہداء سے زیادہ بہتر ہیں

اور ملاحظہ ہو شیخ عبد الحقؒ کا کلام جذب القلوب الی دیار المحبوب کے صفحہ ۲۰۰ باب چہاردہم میں

جسکا ترجمہ یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مع جسم اطہر دونوں کو حیات کا ثبوت بلا شبہ ہے۔ آگے فرمایا علماء کی جماعت اسکی قائل ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام کا شب معراج نماز پڑھنا اسطرح باقی انبیاء کا نماز پڑھنا یہ جسم کی صفتیں ہیں۔ اہلسنت والجماعت نے تو آحاد بشر کے لئے بھی اور اسلمات روح بعلم برزخ سکا اثبات کیا ہے۔۔۔۔ اور یہ قطعی ہے کہ جو حیات قبر میں جمیع اموات کیلئے احادیث سے ثابت ہوئی ہے اسپر دوبارہ موت کا طاری ہونا ثابت نہیں۔ انتہی۔ ملاحظہ ہو عبارت دیوبندی رسالہ المہند علی المفند کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپکی حیوۃ دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیوۃ مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں انتہی۔ عبارت ہذا سے زندگی روحانی وجسمانی دونوں ثابت ہیں اور یہ عبارت جماعت دیوبندیہ کی تکوین حیوۃ النبی پر سخت الزام لگاتی ہے اب نہیں یہ اختیار ہے کہ اس پر ایمان رکھیں یا تقویۃ الایمان پر کیونکہ وہ لکھتے ہیں وہ یوں کہتا ہے کہ میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ انتہی اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ وہابی نبی علیہ السلام کو مردہ جانتے ہیں جیسا دیوبندی علماء اور عبد اللطیف و عبد الجلیل پھلوی کا یہی عقیدہ ہے کیونکہ وہابی کا مومن بہ تقویۃ الایمان ہے۔ بنا بریں مہند کی تقریر وہابی کے ہندروں کے خلاف ہوگی۔ اسی لئے علامہ ذہن حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اپنے رسالہ التحقیقات لدفع التلبیسات میں بھی تحریر مہند کو من قبیل تلبیسات قرار دیا۔ اگر کسی دیوبندی، وہابی، نجدی، نیچری کو اس سے انکار ہے تو وہ دونوں عبارتوں میں تطبیق کر دکھلائے ورنہ کہدیوے کہ صاحب تقویۃ الایمان کا لکھنا قرآن کریم و احادیث متواترہ کے خلاف ہو کر غلط ہے۔ یا تو مہند کی عبارت پر ایمان رکھکر لکھا سلطان سیفی الذہب بن جائے۔

میں اب بیان علماء کے خاتمہ میں ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں

جس کو علامہ صاحب قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ السلطان غوث الثقلین غوث الاعظم مرشد الثقلین بشیخنا و شیخ المشائخ عبد القادر البغدادی قدس سرہ نے بیان کیا ہے۔ اس بیان سے حضور علیہ السلام کی روحانی، جسمانی دونوں طرح زندگی ہوتی ہے

قلائد الجواهر ص ۱۶ فرأيت الانوار تخترق وهي تأتي الي فقلت ما هذا
الحال وما الخبر فقيل لي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتي اليك ليهنيك بما
فتح الله عليك ثم ترادفت الانوار وتطورتني الحال فتمايلت طربا فرأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم امام المنبر في الهواء فقال لي يا عبد القادر
فخطوت في الهواء سبع خطوات فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم
فتفل في فمي سبعا ثم جاءني علي بعده فتفل في فمي ثلاثا فقلت
لم لا فعلت مثل ما فعل النبي صلى الله عليه وسلم فقال ادبا معه ثم
البسني رسول الله صلى الله عليه وسلم خلعة فقلت ما هذه فقال هذه
خلعة ولايتك مخصوصة بالقطبية على الاولياء ففتح علي ... انتهى [illegible]

ترجمہ:- پس دیکھا میں نے انوار کو چمک کر پھٹتے ہیں اس حال میں کہ آتے ہیں میری
طرف پس کہا میں نے کیا ہے یہ حال اور کیا خبر ہے پس کہا گیا مجھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف فرماتے ہیں تیری طرف تاکہ مبارک دیویں تجھکو بسبب فتوحات کے تحصیر. دیکھا میں
نے انوار بڑھ رہے ہیں پس پھینکا مجھے میرے حال نے پس میلان کیا میں نے ازروئے خوشی کے پس دیکھا
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے منبر کے ہوا میں پس فرمایا آپ نے میرے لئے اے
عبد القادر قدس سرہ العزیز کہ پس قدم لئے میں نے ہوا میں سات قدم ازروئے خوشی
کرنے کے، ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس تھوکا آپ نے میرے منہ میں سات
دفعہ پھر تشریف لائے میری طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیچھے آپ کے پس تھوکا آپ نے
میرے منہ میں تین دفعہ پس کہا میں نے کیوں نہیں کیا آپ نے مثل اسکی جیسا کہ کیا تھا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے پس فرمایا باعتبار ادب کے آپ کیساتھ پھر پہنایا رسول اللہ علیہ وسلم نے مجھے
خلعت پس کہا میں نے کیا ہے یہ پس فرمایا آپ نے یہ خلعت ہے آپکی ولایت کی جو مخصوص ہے
ساتھ قطبیت کے اولیائے کرام پر پس کھولا گیا مجھ پر ... انتہی

سرکار بغداد قدس سرہ کا بیان، سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی وجسمانی زندگی ثابت
کرتا ہے۔ کیونکہ کفر اہونا۔ باتیں فرماتا۔ عقو کندا لکھے نہیں) اور غلط بھنا تا یہ تمام حقیقتیں جسمکی ہیں مگر
بہرحال حضور علیہ السلام کی حیات روحانی وجسمانی ثابت ہے ایمیں شبہ نہیں۔ اس واقعہ سے سرکار بغداد
کی عینی شہادت بھی آپ کی ہر دونوں قسم کی حیوۃ پر پائی گئی۔ لیکن متبعین شیخ نجدی کا آیات قرآن
کریم اور احادیث اور اجماع امت کے منکر حضور بغدادی کو کب مانتے ہیں۔ **حقیقت** یہ ہے
کہ اولیائے کرام سے انحراف ہی کیوجہ سے ان پر پھٹکار پڑ رہی ہے اور اسی وجہ سے **نُوَلِّهٖ مَا
تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا** الآیۃ کا مصداق بن رہے ہیں۔

ایک اور چشم دید واقعہ جسپر شہادت سرکار بغداد کی اور غوث مغربی کی بمعیت مجمع میں ہزار کے ہی
اور اس واقعہ پر محدثین علماء۔ علامہ مناوی وغیرہ کی تصدیقیں بھی موجود ہیں۔ اس واقعہ کو رسالہ صلح
بَيْنَ الْاَخَوَيْنِ نے نقل کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ غوث مغربی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ
حضور علیہ السلام کے دربار پر پہنچکر **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَالِدِيْ** عرض کرتا ہوں اور ہاتھ
بڑھاتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک کو باہر نکالکر میرے ساتھ مصافحہ فرمایا اور سلام
کا جواب بھی **وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِيْ** سے فرمایا۔ یہ جواب تمام بیس ہزار حاضرین نے سنا۔
اور مصافحہ فرمانا بھی بچشم سر دیکھا۔ اور سرکار بغداد قدس سرہ نے بھی دیکھا جسکا جی چاہے رسالہ
مذکور کو پڑھکر تسلی کرلیوے۔ **وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ** الآیۃ

ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو شاہ ولی اللہ صاحب در ثمین میں تحریر فرماتے ہیں۔ **اَخْبَرَنِيْ وَالِدِيْ
اَنَّهٗ كَانَ مَرِيْضًا فَرَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ فَقَالَ كَيْفَ حَالُكَ
يَا بُنَيَّ ثُمَّ بَشَّرَهٗ بِالشِّفَاءِ وَاَعْطَاهُ شَعْرَتَيْنِ مِنْ شَعْرِ لِحْيَتِهٖ فَتَعَافٰى مِنَ الْمَرَضِ
فِي الْحَالِ فَبَقِيَتِ الشَّعْرَتَانِ عِنْدَهٗ فِي الْيَقْظَةِ فَاَعْطَانِيْ اَحَدَهُمَا فَهِيَ عِنْدِيْ** انتہی

ترجمہ:۔ خبر دی مجھے میرے والد جناب شاہ عبدالرحیم نے تحقیق تھے آپ بیمار پس دیکھا آپ نے
نبی علیہ السلام کو خواب میں پس کسطرح حال ہے تیرا اے میرے پیارے بیٹے پھر خوشخبری دی آپنے انکو شفا کی

اور دیئے آپ نے دو بال مبارک اپنی ڈاڑھی مبارک کے شاہ عبدالرحیم صاحبؒ فی الفور تندرست ہوگئے اور جب بیدار ہوئے تو دیکھا دونوں بال انکے پاس موجود ہیں پس دیا آپ نے ایک بال مبارک مجھکو پس وہ بال مبارک میرے پاس موجود ہے۔ انتہیٰ۔ اس واقعہ سے بھی روحانی اور جسمانی حیوۃ ثابت ہے اگر آپ زندہ نہ ہوتے تو ڈاڑھی مبارک کہاں ہوتی پس جبکہ وہ زندہ ہیں اور ڈاڑھی مبارک موجود ہے اور بال مبارک دیئے جنکو شاہ صاحبؒ موصوف نے بیداری میں اپنے پاس پایا اور پھر ایک بال مبارک شاہ ولی اللہ صاحب کو دیا اور انکی تصدیق کہ وہ بال مبارک میرے پاس موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ دونوں شاہ صاحبان حیوۃ روحانی وجسمانی دونوں کے قائل ہیں۔ یہاں سے ایک تو یہ ثابت ہوگیا۔ دوسرا یہ کہ حضور علیہ السلام نے خبر غیب سنادی کہ تم شفا پاؤ گے یہ خبر غیب استقبالی ہے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ تیسرا امر یہ کہ بیداری میں بال مبارک اپنے پاس پائے۔ اس تقریر سے مسئلہ حاضر ناظر بھی ہوتا ہے اتنے دور یعنی مدینہ طیبہ سے نبی علیہ السلام کا دیکھنا بیمار کو اور وہاں سے امداد فرمانا۔ اور انکو شفایاب فرما دینا یہ معنی حاضر ہوا اب جو نجدی دیوبندی وہابی بھیری اس سے انکار کرے اور شاہ صاحبان کو جھٹلائے پس وہ اپنے گھر کو آگ لگائے۔ اب میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ اللھم صل وسلم علی نبینا نبیک و رسولک وحبیبک ونور عرشک ودکیلک وکفیلک الذی ھو حیٌّ بالروح و الجسد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تیسری بحث مخالفین کے اعتراضات کی جوابات میں

(۱) پہلا اعتراض یہ ہے کہ زندگی مذکور کو ماننا قرآن کریم کے خلاف ہے قرآن کریم فرماتا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ الآیہ۔ ترجمہ تحقیق آپ مردہ ہیں اور تحقیق وہ مردے ہیں۔ انتہیٰ سوال یہ ہے کہ میّت صیغہ صفت مشبہ ہے اور صفت مشبہ میں صفت کا ثبوت موصوف کے لئے دائمی ہوتا ہے پس لازم آیا موصوف میت کا صفت موت کیساتھ دائمی موصوف ہے بنابریں موت ثابت مستمرہ ہے حیات کہاں ہے۔

الجواب بعونہ تعالیٰ وحسن توفیقہ واستعانتہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم

یہ ہے کہ صفت مشبہ میں دو مذہب ہیں پہلا مذہب شیخ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ تعریف صفت مشبہ میں ثبوت کو بمعنی استمرار و لزوم مانتا ہے۔ ملاحظہ ہو رضی صفحہ ۱۹۶ قولہ علی معنی الثبوت ای الاستمرار واللزوم وبمعنی ضرورۃ۔ اور ملاحظہ ہو حاشیہ فاضل شرح جامی قدس سرہ السامی قولہ لا بمعنی الحدوث ای المقابل للحدوث علی تفسیر المصنف۔ ترجمہ عبارت رضی یہ ہے کہ مراد ثبوت سے معنی استمرار و لزوم ہے انتہیٰ۔ ترجمہ کلام فاضل یہ ہے کہ ثبوت بمعنی حدوث نہیں بلکہ ثبوت مقابل حدوث ہے بنا بر تفسیر مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے انتہیٰ

"از مترجم" معلوم ہوا کہ ثبوت بمعنی استمرار ہوگا پس بنا بریں مذہب کے شبہ مذکور وارد ہوتا ہے چونکہ یہ مذہب مشہور ہے اور یہی مسلک جمہور ہے پس اعتراض اسی مذہب پر پڑتا ہے۔ اسکے جواب میں مفسرین مدارک فرماتے ہیں اِنَّکَ مَیِّتٌ اے ستموت :۔ ترجمہ تحقیق آپ جلدی وفات پائینگے انتہیٰ۔ یہ توجیہ فرما کر اشارہ فرمایا کہ صفت مشبہ کا یہاں معنی درست نہیں کیونکہ استمرار موت یہاں پر نہیں ہو سکتا بوجہ لزوم کذب کلام باری کے۔ کیونکہ بروقت خطاب (انک) کے سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ استمرار موت اگر مراد لیا جائے تب تو لزوم کذب ظاہر ہے پس اسکی توجیہ مدارک التنزیل نے فرمائی کہ میت بمعنی استمرار موت نہیں بلکہ بمعنی میت فی الاستقبال ہے۔ پس میت بمعنی اسم فاعل ہے اسی لئے اسکی تفسیر مضارع استقبالی سے فرماتے ہیں کیونکہ اسم فاعل بھی بمعنی استقبال وحال کے ہوتا ہے پر ظاہر ہے کہ زمان حال لینا نیز مستلزم کذب ہے کیونکہ وقت نزول انک میت کے نبی علیہ السلام زندہ موجود ہیں پس معنی موت حالی لینا سراسر غلط ہے۔ بنا بریں معنی موت استقبالی کے لیا لہذا تعبیر مضارع استقبالی سے فرمائی۔ اور بیضاوی شریف نے یہ فرمایا کہ معنی حالی مراد ہے مگر محمول ہے فَاِنَّ الْکُلَّ بِصَدَدِ الْمَوْتِ وَفِیْ عِدَادِ الْمَوْتٰی۔ ترجمہ: اس لئے کہ تم سب درپئے موت کے ہو اور تم شمار موتے میں ہو۔ بنا بریں تم اب ہی مرے ہوئے ہو اور کیونکہ جب آ گئے تو مرو گے پس گویا اب ہی مرے ہوئے ہو اور یہی معنی مراد لیا ہے تفسیر جامع البیان نے ملاحظہ ہو اِنَّکَ مَیِّتٌ

اَیْ فِیْ عِدَادِ الْمَوْتٰی بِاَنَّ مَا هُوَ کَائِنٌ فَکَاَنَّهٗ قَدْ کَانَ ترجمہ تم شمار ہو مُردوں میں
ہو اس لئے کہ جو کام آگے کو ہوگا پس گویا وہ ہو چکا۔ انتہی

پس بنا بر تفسیر مدارک کے معنی استقبالی مراد ہوا اور یہ بھی مجاز ہوا اور بنا بر تفسیر بیضاوی
وجامع البیان کے معنی حالی مجازاً مراد ہے پس ہر ایک مفسر کے نزدیک موت حالاً حقیقتاً نہیں
بنا بریں معنی استمرار موت مراد کسی مفسر کے نزدیک نہیں بلکہ مراد وقوع موت زمانہ استقبال میں
مراد ہے اور جو کام زمانہ استقبال میں ہونے والا ہو اس کو مستمر کہنا یہ سراسر غلط ہے ورنہ
تو سَیَتَضَمَّنُ بِهٖ زَیْدٌ کا معنی کرنا چاہئے کہ زید ہمیشہ مار تا رہے گا۔ اور یہ غلط ہے پس جیسا کہ
بعد مارنے کے فعل زید ختم ہو جاتا ہے اسی طرح بعد وقوع موت کے یہ بھی ختم ہوگی استمرار موت لینا تب مراد
درست ہوتا کہ صفت مشبہ اپنے معنے پر رہتی جب اپنے معنی پر اسکا حمل کرنا درست نہیں بوجہ لزوم کذب کے
دو معنے استقبالی پر حمل درست ہے اور استقبال کو استمرار کے معنی میں استعمال کرنا اور مراد
لینا سراسر جہالت ہوگی ورنہ امور مستقبلہ کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوتا رہنا لازم آتا ہے اور یہ غلط ہے

دوسرا مذہب شیخ رضی کا ہے وہ کہتا ہے ثبوت بمعنے استمرار نہیں جیسا کہ
ثبوت بمعنے حدوث نہیں وہ دونوں میں مشترک ہے پس ثبوت بمعنی مطلق اتصاف ہے، عام ہے کہ
مستمر ہو یا نہ بلکہ حادث ہو اور استمرار تب ہو سکتا ہے جبکہ بعض زمانہ بعض پر راجح نہ ہو اور اس فعل
کی نفی تمام زمانوں میں درست نہ ہو پس ایسی صورت میں استمرار متحقق ہوگا بشرطیکہ قرینہ تحقق ہو جا
ہو تب ازمنہ ازمنہ بعض پہ راجح ہو کر استمرار کا بطلان کرے گا۔ صاحب متن متین کا یہی مسلک
ہے ملاحظہ ہو۔ وَالتَّحْقِیْقُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالثُّبُوْتِ مُطْلَقُ الْاِتِّصَافِ نَعَمْ عِنْدَ الْقَرِیْنَةِ
الْاِسْتِمْرَارُ ۔ ترجمہ۔ اور تحقیق یہ ہے کہ مراد ساتھ ثبوت کے مطلق اتصاف ہے ہاں عدم
قرینہ کے وقت استمرار ہوگا۔ رضی کا یہی محصل ہے ملاحظہ ہو رضی صفحہ ۱۶۶ اور منہیہ متن متین
صفحہ ۲۲۔ رضی کی عبارت بوجہ خوف طوالت کے ترک کر دی گئی ہے۔ یہ نہیں کہ بعض لوگوں کی
طرح رضی کا حوالہ دیدیں جو رضی میں ہو ہی نہیں اللہ کے فضل اور حضور علیہ السلام کی امداد سے

حوالہ غلط ثابت کرنیوالے کو انعام دیا جائے گی۔ مولوی غلام خان کی جواہر القرآن کے حوالجات کے اغلاط آپکو بندہ کی تالیف کردہ کتاب "مواہب الرحمٰن فی اغلاط جواہر القرآن" کے مطالعہ سے معلوم ہو جائینگے

اور مراد حضرت الاستاذ فاضل لاہوریؒ بعونتہ النعام سے رمی ہے جسکو رضی نے بیان کیا کہ ترجیح بعض ازمنہ بعض پر نہ ہو اور نفی فعل جمیع ازمنہ میں نیز نہ ہو تب استمرار ہوگا اور یہ معنی اسم فاعل میں متحقق نہیں، بنا بریں اسم فاعل کا قیاس صفت مشبہ پہ قیاس مع الفارق ہوگا پس اعتراض حضرت استاذ کملاء الدہر پہ وارد نہیں ہوگا۔ بنا بریں تقریر بتکملہ شریف، اور رضی اور متن متین ایک ہے۔ تو بعد تمہید مقدمہ ہذا کے آیۃ کریمہ میں مطلق ثبوت واتصاف بالموت مراد ہے نہ کہ استمرار۔ اسلئے کہ استمرار تو تب مراد ہو سکتا ہے کہ جب بعض ازمنہ کو بعض پر ترجیح نہ ہو۔ اور یہاں پر زمانہ حیوۃ میں ترجیح حیوۃ کو موت پر ثابت ہے۔ بنا بریں استمرار کے تحقق کے لئے شرط رضی منتفی ہے اور یہی ترجیح قرینہ خصوص ہوگا اسکو جبکہ استمرار موت مرتفع ہوا پس اس تقریر رضی پر تکلف مجاز لینے کا نہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے نفس ثبوت موت سے انکار نہیں اور استمرار موت کے شرائط مقررہ رضی متحقق نہیں پس اعتراض مخالف مرتفع ہوا بلا تکلف بارد کے۔ **تیسرا جواب** یہ ہے کہ آیۃ کریمہ میں جہت کی کوئی قید نہیں اور متبادر وقت اطلاق کے جہت سے مطلقہ عامہ ہوتا ہے پس آیۃ کریمہ قضیہ مطلقہ ہوا پس معنی آیۃ کریمہ کا یہ ہوگا کہ کبھی کسی زمانہ میں موت ثابت ہے۔ اور مطلقہ عامہ نقیض ہوتا ہے دائمہ مطلقہ کی، پس بر تقدیر دعوی خصم کے ثبوت نقیض مدعی ہوا نہ مدعی جو کہ دائمہ مطلقہ ہے اور بر تقدیر ثبوت نقیض مدعی جو کہ مطلقہ عامہ ہے دائمہ مطلقہ متحقق نہ ہوگا ورنہ اجتماع نقیضین لازم آئے گا اور یہ باطل ہے۔ فرق جواب ثانی وثالث میں یہ ہے کہ جواب ثانی میں لحاظ قاعدہ تبادر عند الاطلاق کی ضرورت نہیں پڑتی نفس کلام سے بغیر اعتبار تبادر کے عدم استمرار ثابت ہو جاتا ہے۔ اور بنا بر جواب ثالث کے اعتبار تبادر کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ مفاد ذائد از ضرورت ہے۔ بنا بر ثانی جواب کے۔ یہاں پر سخت اشکال وارد ہوتا ہے کہ آیۃ کریمہ اِنَّکَ مَیِّتٌ الخ کی عبارۃ النص سے موت ثابت ہوتی ہے اور ثبوت حیوۃ کا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ

يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ الآیۃ سے باعتبار دلالۃ النص کے جبکہ
شہداء ادنیٰ ہیں انبیاء علیہم السلام سے پس تعارض آیا درمیان عبارۃ النص اور دلالۃ النص کے
پس ترجیح عبارۃ النص کو ہوگی لہٰذا موت ثابت ہوئی

جواب یہ ہے کہ تعارض دونوں کے درمیان نہیں کیونکہ عبارۃ النص موت کو اپنے زمانہ
میں ثابت کرتی ہے اور دلالۃ النص حیٰوۃ کو بعد وقوع موت کے ثابت کرتی ہے لہٰذا تعارض
نہ رہا تعارض تب ہوتا جبکہ عبارت النص موت کو دائمی ثابت کرتی۔ اور بنا بر جوابات مقررہ
بالا کے دوام و استمرار موت نہیں پس لازم آئے گا توارد متضادین کا اوقات مختلفہ میں اور یہ
باطل نہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا علامۃ الدھر محمد حسن سکندر پوری کی بھی وسیلہ جلیلہ میں یہی مراد ہے
اور یہ نہایت تحقیق ہے اس مقام میں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ الآیۃ

دوسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ دعوے حیٰوۃ دائمی کے ساتھ منافی ہے۔ حدیث
جسکی تخریج فرمائی ہے امام احمدؒ نے اپنے مسند میں اور امام ابوداؤدؒ نے اپنے سنن میں اور امام
بیہقیؒ نے شعب الایمان میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ
حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ الحدیث۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پیش کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ واپس کرتا ہے مجھ پر میری روح
مبارک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہاں تک میں اس پر سلام کا رد کرتا ہوں (جواب دیتا ہوں) یعنی
محل اعتراض یہ ہے کہ حدیث پاک سے حضور علیہ السلام پر اعادہ روح کا سلام کے وقت ثبوت
پایا گیا معلوم ہوا کہ آپ زندہ نہیں ورنہ اعادہ روح کا کیا معنی صرف سلام کے جواب کے لئے آپکو زندہ کیا
جاتا ہے لہٰذا مفارقت روح بعض اوقات پائی گئی اور یہ آپکی دائمی زندگی کے خلاف ہے اور
مکتوبہ بالا احادیث کے بھی خلاف ہے۔ یہ محل سوال ہے جسے علامہ سیوطیؒ نے انباء الاذکیاء میں
تحریر فرمایا۔۔۔ اور اس اعتراض کے پندرہ جوابات بھی دیئے۔

پہلا جواب :- راوی حدیث کو الفاظ حدیث میں وہم ہوا ہو یعنی لفظ الا رد اللہ علی
روحی بن ۔ یہ فصل جواب ۔ ہم حدیث کے یہ الفاظ نہیں مانتے تاکہ اعتراض واقع ہو سکے ۔ مگر یہ جواب بہت
ضعیف ہے کیونکہ الفاظ حدیث مروی ہیں انکو تسلیم نہ کرنا صریح حدیث کا انکار ہے اور یہ ناجائز ہے۔

دوسرا جواب :- رد اللہ علی روحی کا جملہ حالیہ ہے ساتھ تقدیر قد کے اور بنا بر روایۃ
امام بیہقی کے کتاب حیوۃ الانبیاء میں یہ لفظ صریح بھی موجود ہیں الا وقد رد اللہ علی روحی ۔ اور
ردّ صیغہ فعل ماضی ہے اور اپنے معنی میں مستعمل ہے، مستقبل کے معنی میں مستعمل نہیں، اور کلمہ حتی تعلیلیہ
نہیں واؤ عاطفہ کے معنے میں ہے ۔ پس حدیث پاک کا معنی یہ ہوگا نہیں کسی ایک سے جو سلام دیتا ہے
مجھ پر مگر واپس لوٹایا اللہ نے (گذشتہ زمانہ میں) مجھ پر میری روح (پاک) اور جواب دیتا ہوں میں
اسکے سلام کا ۔ اب بنا بریں معنی کے حیوۃ مبارک سلام کے پہلے سے ہی موجود ہے اسی وجہ سے سلام
کا جواب حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اب اس اعتراض کے اس جواب کے بعد کوئی اعتراض وارد نہیں
اور حیوۃ دائمی ثابت ہے اور یہ حدیث پاک باقی تمام گذشتہ احادیث کے مطابق ہے ۔ اس جواب
پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ زمانہ حال اور زمانہ عامل ذوالحال کا ایک ہوتا ہے اور یہاں پر ایک
نہیں کیونکہ عامل کا زمانہ حال ہے اور زمانہ حال کا ماضی ہے اور عدم اتحاد زمانی درست نہیں ۔
اس کا جواب یہ ہے کہ صاحب متن متین کی تصریح کی بنا پر (منہیات ص ۱۲۳) یہ ثابت
ہے کہ حال محکیہ میں اتحاد زمانی نہیں ہوتا جیسا کہ مثال اسکی جاءنی زید الیوم راکبا امس ۔ آج کے دن
آیا زید میرے پاس اس حال میں کہ وہ سوار تھا گذشتہ دن میں ۔ پس اس حدیث پاک میں بھی زمانہ
ذوالحال کے عامل کا زمانہ حال ہے اور زمانہ حال کا ماضوی ہے جیسا کہ گذشتہ مثال میں بہر
حال مقارنۃ زمانی شرط نہیں ۔ اور حال بنا بر اتحاد وعدم اتحاد زمانی کے تین قسم ہوتا ہے ۔
مقارنۃ اور یہ مشہور ہے ۔ مقدرہ ۔ محکیہ اور یہ مذہب شیخ ابن مالک کا ہے ۔ اور شیخ
رضی کا ۔ اور شیخ رضی نے اسی کو حق کہا ہے ۔ اور صاحب متن متین کے نزدیک درست
نہیں ملاحظہ ہو ص ۱۲۳ مگر یہ تحقیق درست نہیں، محاورات عرب کے خلاف ہے

اور قرآن کریم کے بھی خلاف ہے۔ قرآن کریم میں وارد ہے فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ ۵

ترجمہ:۔ داخل ہو تم جنت میں اس حال میں کہ ہمیشہ رہنے والے ہو ہیں ۔۔

اب زمانہ دخول و زمانہ خلود ایک نہیں لہذا اسکی توجیہ کرتے ہیں مُقَدِّرِیْنَ الخلود۔
یعنی ہم فرض کرتے ہیں کہ زمانہ دخول میں خلود ہے اسی لئے اس حال کو مقدرہ کہتے ہیں۔ بہرحال
حقیقۃً اتحاد زمانی مفقود ہے۔ پس تین اقسام پر حال کی تقسیم درست ہوئی۔ صاحب متن
متین کے دو اعتراض ہیں پہلا یہ کہ جن لوگوں نے جائز رکھا ہے عدم مقارنۃ زمانی درمیان
عامل حال اور حال کے یہ درست نہیں کیونکہ حال قید ہوتا ہے واسطے عامل کے پس زمانہ
قید اور جس کے لئے قید ہے مغائر نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آئے گا اختلاف درمیان
قید اور ذی قید کے اور یہ درست نہیں۔ جواب یہ ہے کہ حال کے لئے دو اعتبار
ہیں ایک حقیقۃً حال اور ایک تاویلاً بنا بر اول کے اتحاد نہیں اور بنا بر ثانی کے اتحاد ہے
حقیقۃ کو دیکھیں تو اتحاد متحقق نہیں اور اعتبار قید ہونے کو دیکھیں تو اتحاد تاویلاً متحقق
ہے پس یہ دو اعتبار ہیں با برایں دو کے کوئی منافات لازم نہیں پس حال کے بعض
اقسام میں جیسا حال مقدرہ اور حال محکیہ میں اتحاد زمانی متحقق نہیں باعتبار حقیقۃ
کے بغیر تاویل کے اور باعتبار تاویل کے ثابت ہے:۔ اللہم نور قلبی و قلوبنا ثم آمین

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ لوگ مجوزین عدم مقارنۃ والے بھی تاویل کرتے ہیں
اور تاویل سے اتحاد مانتے ہیں پس ان پر لازم آیا قول بالمقارنۃ و عدم مقارنۃ اور یہ
اجتماع نقیضین اور خلاف مفروض ہے اور یہ دونوں باطل ہیں:۔

جواب یہ ہے کہ اجتماع نقیضین غیر لازم قول بالمقارنۃ تاویلاً ہے اور عدم مقارنۃ
حقیقۃً۔ بنا بریں خلاف مفروض بھی لازم نہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ صاحب متن متین کو سمجھ نہیں آئی
کہ اتحاد من کل الوجوہ ہر حال میں کیسے درست ہو سکتا ہے جیسا کہ حال مقدرہ اور محکیہ
ماضیہ اسی وجہ سے محققین نے تسلیم کر لیا کہ مقارنۃ شرط نہیں حقیقۃً البتہ تاویل ہو

سکتی ہے اور یہ محققین اول کے منکر نہیں بلکہ مقارنت حقیقی کے منکر ہیں اور اسمیں کوئی
تدافع نہیں بنابریں صاحب متن متین کے دونوں اعتراض مندفع ہوئے۔ اور یہ ظاہر ہے
اسی وجہ سے شیخ ابن مالکؒ اور محقق استرآبادیؒ اور علامہ سیوطی رحمہم اللہ عدم
مقارنیۃ زمانی کے قائل ہیں۔ کمترین کی بھی یہی تحقیق ہے

تیسرا جواب :۔ روح سے مراد مطلق صیرورت اور کون ہے۔ یعنی حدیث
کا معنی یہ ہے الا رد اللہ علی روحی مگر تھا مجھ پر روح میرا مگر کیا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روح
میرا بغیر انتقال روحی کے یہ نہیں کہ روح لوٹائی گئی بعد انتقال کے۔ بلکہ پہلے ہی سے کر دیا تھا
اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روح پاک میرا۔ اس تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی حیوۃ مبارک
پہلے ہی سے ثابت ہو۔ یعنی سلام دینے والے کے سلام سے پہلے نہ کہ بعد سلام کے اعادہ روح
ہوتا ہے جیسا کہ معترض نجدی، نیچری سمجھا ہے ۱۲ ر

چوتھا جواب :۔ مراد ردّ روح سے لوٹنا روح پاک کا بعد مفارقت بدنی
سے نہیں بلکہ لوٹنا استغراق و مشاہدہ ملکوتی سے ہے طرف جواب سلام کے۔ کیونکہ سرکار
ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم برزخ میں مشغول ہیں احوال ملکوتی اور مشاہدہ رب میں پس آپ اس
سیر ملکوتی اور مشاہدہ ربی سے توجہ فرمانے لگے طرف جواب سلام کے۔ پس جب کوئی سلام
دیتا ہے تو آپ کو بواسطہ ملائکہ بھی اطلاع ہو جاتی ہے۔ تب آپ توجہ اس طرف سیر ملکوتی
ومشاہدہ ربی سے پھیر کر جواب دیتے ہیں۔ بنابریں مسئلہ حاضر ناظر طے ہوا اور یہ ظاہر ہے

پانچواں جواب :۔ علامہ تاج الدین ابن فاکہانیؒ اور علامہ سیوطی
کے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلے حضور پرنور صلے اللہ علیہ
وسلم کو وحی ہوئی کہ آپ پر ردّ روح ہوا کرے گا در وقت سلام کے جواب کے اس کے بعد
یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور بتلایا گیا کہ آپ دوام کے لئے قبر انور میں زندہ رہینگے ملاحظ
ہو انباء الاذکیاء صـ۱۱ ب ۱۲ ر ۱۲ ر ۱۲ ر ۱۲ ر

چھٹا جواب :- رد مستلزم استمرار زندگی ہے کیونکہ کوئی وقت بھی سلام اور درود پڑھنے والوں سے خالی نہیں رہتا۔ بنا بریں استمرار روح مبارک ہوگا بدن میں اور یہ ظاہر ہے

ساتواں جواب :- مراد روح سے نطق ہے من قبیل ذکر ملزوم وارادہ لازم کے مجازاً کیونکہ روح کو نطق کرنا (بولنا) لازم ہے پس سلام دینے والے کے سلام کے وقت آپ کو بولنے کی طاقت دیجاتی ہے۔ مگر یہ جواب درست نہیں کیونکہ لازم آتا ہے کہ آپ کا بولنا بھی بند ہوتا ہے۔ اور بند کرنا نوعیں قبیل عذاب ہے اور یہ عقلاً بھی اور نقلاً بھی باطل ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام بولتے ہیں عالم برزخ میں جیسا چاہیں اور بنا بریں لازم ہوتا ہے کہ بندش ہوتی ہے بولنے کی بغیر جواب سلام کے اور یہ درست نہیں ہے۔

آٹھواں جواب :- مراد رد سے استمرار اور ہمیشہ ہے۔ اور مراد روح سے نطق اور بولنا ہے مجازاً پس معنے حدیث یہ ہوگا کہ ہمیشہ بولتے ہیں بغیر بندش کے۔ اس جواب پہ سابقہ اعتراض "جو ساتویں جواب پر وارد ہوتا ہے" نہیں وارد ہوتا ہے۔ اللہم اشرح لنا صدورنا وارحمنا فی رحمتک یا ارحم الراحمین

نواں جواب :- مراد رد سے سننا ہے جو بلاواسطہ ملائکہ ہو اور یہ مطابق خرق خلاف عادۃ ثابت ہے جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں سنتے تھے آواز آسمان کی پس اسی طرح برزخ میں بھی۔ دور نزدیک کے پکارنے اور سلام درود پڑھنے والوں کا سنتے ہیں اور سنکر سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے

کتاب المعجزات میں فرمائی ہے اور برزخ میں آپ کا حال ایسا ہے جیسا کہ دنیا میں
اور اسمیں کیا بُعد ہے۔ مگر نجدیہ ابجیریہ کے نزدیک، دور و قریب سے سننا
مختصات باری تعالےٰ ہے۔ غیر کے لئے اسکا ثابت کرنا باعث شرک ہے
لھذا ھم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ جو ملائکہ نبی نوری صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ
اقدس، و قبر انور پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے، اور وہ ملائکہ تمام جہان
کے درود اور سلام سنکر آپ علیہ السلام پر بطور ہدیہ پیش کرتا ہے۔ کیا یہ ملائکہ
شریک باری تعالےٰ کیسے ہوا۔؟ یہاں جو جواب وہ دینگے وہی انبیاء علیہم السلام
کی جانب سے ہمارا جواب ہوگا ما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ اور یہ تحقیق
اجمالی ہے۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ ان نجدیوں وہابیوں ابجیریوں کی ناک تو
نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب نُزُل الابرار میں کاٹ ڈالی ہے اس
کی عبارت مع ترجمہ پیش کیا جائے گا ۱۲ ۱۲

دسواں جواب :-

مراد دور سے سننا مطابق عادۃ کے ہے اور رد سے مراد استغراق و سیر ملکوتی
سے اور مشاھدہ ربی سے افاقہ ہے جیسا کہ جواب رابع میں ذکر ہو چکا ہے

گیارھواں جواب :-

مراد درود سے آپکا فارغ ہونا ہے برزخ میں شغل کرنے سے جو کہ نظر
کرنا اعمال امت کا ہے۔ اور ھم گناہگاروں کے لئے آپکا استغفار کرنا ہے۔
اور ھماری حل مشکلات کے لئے دعا فرمانا ہے۔ اور اطراف زمین میں آپ
کا بغرض برکت فی الارض کے سیر کرنا ہے۔ اور نیکوکاران امت کے جنازہ میں
شرکت فرمانی ہے یہ سب امور آپکے برزخی مشاغل ہیں جیسا کہ اس بارے

احادیث و آثار وارد ہیں۔ سلام کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اشغال مذکورہ کو ترک فرما کر سلام عرض کرنے والے کے جواب کیطرف توجہ فرماتے ہیں۔ کیونکہ آپکو سلام دینا نہایت قرب اور باعث ثواب و برکات ہے۔ اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرف توجہ مبذول فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو کلام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب انباء الاذکیاء۔ ص۱۲

کمترین کہتا ہے کہ آپ (علیہ السلام) کو ان اشغال کے ترک کی بھی ضرورت نہیں بلکہ باوجود ان اشغالات و مشاہدہ ملکوتی و سیر جبروتی و لاہوتی کے بھی سلام سننے کے بعد جواب دیتے ہیں یک آن میں امور متعددہ کیطرف توجہ فرمانا آپ علیہ السلام کے لئے درست ہے۔ اسپر کوئی برہان ابطال قائم نہیں، ملاحظہ ہو کلام صاحب مطارحات۔ اور ایک آن میں ملک الموت کا تمام ذی ارواح کو دیکھنا۔ اور اسیطرح منکر نکیر کا ایک آن میں مختلف قبروں میں سوالات کے لئے حاضر ہونا۔ یہ بالکل بخاری شریف کی صحیح حدیث کے مطابق ہے جو وارد ہے وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ رَوَاهُ الْبُخَارِي، مشکوٰۃ شریف ص۱۹۷

ترجمہ: ہمیشہ بندہ میرا نزدیک ہوتا ہے میری طرف ساتھ

سابقہ

ادائیگی نوافل کے یہانتک کہ میں محبت کرتا ہوں اسکے ساتھ پس ہو جاتا ہوں میں کان اس کے جن سے وہ سنتا ہے (اور ہو جاتا ہوں میں) آنکھ اس اسکی جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور ہاتھ اسکے جن سے وہ حملہ (یا پکڑتا ہے) کرتا ہے۔ اور پاؤں اسکے جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر سوال کرتا ہے وہ مجھ سے تو ضرور دیتا ہوں میں اسکو۔ انتہیٰ مختصراً

مشکوٰۃ شریف

خدا ئے تعالیٰ کا سننا دیکھنا وغیرہ مقید ساتھ نزدیک کے نہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب دور نزدیک یکساں ہیں۔ پس ایک آن میں تمام عالم دنیا و آخرۃ جنت۔ دوزخ زمین آسمان عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم کو دیکھتا ہے۔ اور سب کی فریادیں۔ آوازیں سنتا ہے یہ خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔ پس جبکہ بندہ متصف باخلاق اللہ ہوتا ہے تو اس کا حال بھی ایسا ہوتا ہے اور یہ شان اولیا کرام ہے اور جبکہ ان میں یہ شان پایا جاتا ہے تو انبیا اور مرسلین علیہم السلام میں بطریق اولیٰ متحقق ہو گا۔ اور ان سے بڑھکر سرکار ابد قرار سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم میں پایا جاوے گا۔ پس ایک آن میں تمام عالم کو دیکھتے ہیں اور ان کے سلام بھی سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ اسیطرح تمام عالم کی فریاد بھی سنتے ہیں اور دور و نزدیک سے بلاواسطہ ملائکہ کے امداد بھی فرماتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ بالذات نہیں بلکہ بالعرض اور بواسطہ باری تعالیٰ ہے۔ پس بنابریں مسئلہ حاضر ناظر ثابت ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونیکا مسئلہ بلا نزاع اور بلا خلاف ہے۔ اور اجماع ہے ملاحظہ ہو اقرب السبل فی التوجہ الی سید الرسل از علامہ شیخ اجل محدث افضل حضرت شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ العزیز

اور ملاحظہ ہو شرح مولینا بحرالعلوم مثنوی مولینا روم قدس سرہ العزیز۔
اس مسئلہ کی تحقیق مزید کے لئے مقام آخر ہے:۔

بارھواں جواب } مراد در روح سے روح حیٰوۃ نہیں بلکہ روح بمعنے اِرْتیاح ہے یعنی خوش ہونا آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا سلام دینے کے وقت اور خوش ہو کر محبت فرما کر جواب سلام فرمانا:۔ اللھم اغفر لکاتبہ ولمؤلفہ بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم و بحرمتہ

تیرھواں جواب } مراد بر روح سے رحمت مجازاً ہے رحمت جو کہ آپ کے دل مبارک میں ہے امت پر کس وقت سلام دینے کے وہی رحمت قلبی عود کرتی ہے جسکی وجہ سے آپ جواب سلام فرماتے ہیں۔ اگرچہ سلام دینے والا بہت بڑا گناہگار کیوں نہ ہو:۔

چودھواں جواب } مراد روح سے وہ ملائکہ ہے جو آپ کے روضۂ اطہر اقدس پر مقرر واسطے تبلیغ درود و سلام کے اور مراد رد سے بھیجنا اللہ تعالیٰ کا ہے ملائکہ پاک کو تاکہ تبلیغ درود و سلام کرے اور روح کا اطلاق ملائکہ کرام پر بنا بر تصریح امام راغب اصفہانی کے انہوں نے کہا اَشْرَافُ الْمَلَائِکَۃِ تُسَمّٰی اَرْوَاحًا:۔ ترجمہ:۔ اشراف ملائکہ کرام کا نام ارواح رکھا جاتا ہے۔

پندرھواں جواب } مراد روح سے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو سلام اور درود بھیجنے کرنے سے پیدا ہوتی ہے:۔

سولھواں جواب

مراد روح سے حیوٰۃ لازمہ روح کیلئے ہو مجازًا اور جملہ حالیہ ہو محکیہ یا ضمیر اور حتی بمعنی واؤ ہو پس معنی یوں ہوگا۔ کہ رد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زندگی کو پہلے اس کے زمانہ گزشتہ میں اور جواب سلام دیتا ہوں میں اسپر

سترھواں جواب

کلمہ حتی عامل حال کیلئے غائیۃ ہے نہ کہ حال کیلئے تا کہ اعتراض وارد ہو۔ واؤ کو عاطفہ بنانے کا تکلف کرنے کی ضرورت نہیں رہتی البتہ یہ تکلف آتا ہے کہ غائیۃ کو ظاہرًا حال کیلئے بنانا چاہیئے کیونکہ قریب ہے۔ مگر کہا جا سکتا ہے کہ مقصود حال نہیں۔ بلکہ عامل حال مقصود ہے پس اسکے لئے بنانا بہتر ہے اور اس میں تکلف کی بھی ضرورت نہیں۔

اٹھارھواں جواب

کلمہ إلَّا استثنائیہ نہیں بلکہ اَلَا کلمہ تنبیہ ہے اور رد غائیۃ ہے عامل حال کی۔ مگر یہ جواب ضعیف ہے۔ کیونکہ متبادر پڑھنے میں إلَّا استثنائیہ ہے۔ دوسرا اَلَا تنبیہ کا فاصل ہونا درمیان غائیۃ و معنی کے اسکے لئے کلام عرب سے مثال بتلاؤ ورنہ غیر مسلّم ہوگا۔ پس یہ کل اٹھارہ جوابات ہیں۔ انمیں راجح جواب ثانی ہے۔ اور ارجح و اقوی جواب رابع ہے۔ اس پہ علامہ سیوطیؒ کی تصریح انبیاء الاذکیاء میں موجود ہے اور بنابر روایت امام بیہقیؒ جسمیں لفظ قد کی تصریح موجود ہے اقوی از جواب ثانی ہوگا محصل یہ ہے کہ سرکار ابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ میں بمعہ روح اور جسم اطہر دونوں کے زندہ موجود ہیں اور یہ زندگی شہداء اور بقیہ تمام انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی زندگی سے ارفع اور اعلیٰ ہے۔ سلام دینے والے کو جواب سلام فرماتے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک میں فرمایا فَحَصَلَ مِنْ مَجْمُوعِ هٰذِهِ النُّقُولِ وَالْأَحَادِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ بِجَسَدِهِ وَرُوحِهِ وَأَنَّهُ يَتَصَرَّفُ وَيَسِيرُ حَيْثُ شَاءَ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَفِي الْمَلَكُوتِ۔ انتہی

ترجمہ :- پس مجموعہ نقول اور احادیث سے حاصل ہوا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم روح مبارک و جسم اطہر کے ساتھ زندہ ہیں اور تصرف فرماتے ہیں اور جہاں چاہیں اور جسجگہ چاہیں سیر فرماتے ہیں زمین میں اور ملکوت میں انتہیٰ۔ اللّٰہم اغفر لکاتبہ ولمؤلفہ ولمن سعیٰ فیہ [illegible]

بنا بر تصریح احادیث و ائمہ دین کے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہیں جسم اطہر اور روح انور کے ساتھ۔ سلام کا جواب فرماتے ہیں۔ درود شریف بنفس نفیس سنتے ہیں۔ تمام عالم کی فریادیں سنکر فریاد رسی فرماتے ہیں۔ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم ہیں ـــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا سلام بھی سنیئے اور جواب مرحمت فرمایئے! اور میری ظاہری و باطنی امراض کو دفع فرمائیں! اور میری مشکلات حل فرمائیں! اور آخر دم میں فراموش نہ فرمائیں! میرے لئے منزل مقصود کھول دیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی! اور ہمیں زیارت شریف سے مشرف فرمائیں! اب کمترین رسالہ مبارکہ صلوٰۃ اور سلام پہ خاتمہ کرتا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ـ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ـ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

یا دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم ادفع بلیاتی ووبائی وقحطی ومرضی والمی واکشف علی منزلی وطریقی وذکری بدلی وجسمی وقلبی وروحی ودینی وخفی واخفائی واظہر علی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فی المنام والیقظۃ کلیہما آمین آمین یا رب العلمین

[illegible] نسبہ کاتب

الحمد للہ! کہ آں حمید آداں اور سعید زماں میں سرچشمہ ہدایت ماحی الحاد وضلالت وسیلہ سعادت کونین وذریعہ نجات نشاتین اعنی رسالہ فیض مقالہ مسمّٰی بہ **انوار الاتقیاء فی حیوٰۃ الانبیاء** از فیوضات عالیہ جناب مولانا ومخدومنا المکرم رئیس المناظرین حجۃ الخلف وبقیۃ السلف امام اہلسنۃ والجماعۃ **قاضی محمد عبد السبحان صاحب** (ساکن کھلابٹ ضلع ہزارہ) حال صدر المدرسین وشیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ، چھپ کر شائع ہوا۔

احقر **محمد غلام ربانی** کاتب نزیل موضع بھرالڑی از مضافات ہری پور، حال متعلم دار العلوم رحمانیہ ہری پور